سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

فروری 2026ء / رمضان المبارک 1447ھ

(دعوتِ اسلامی)

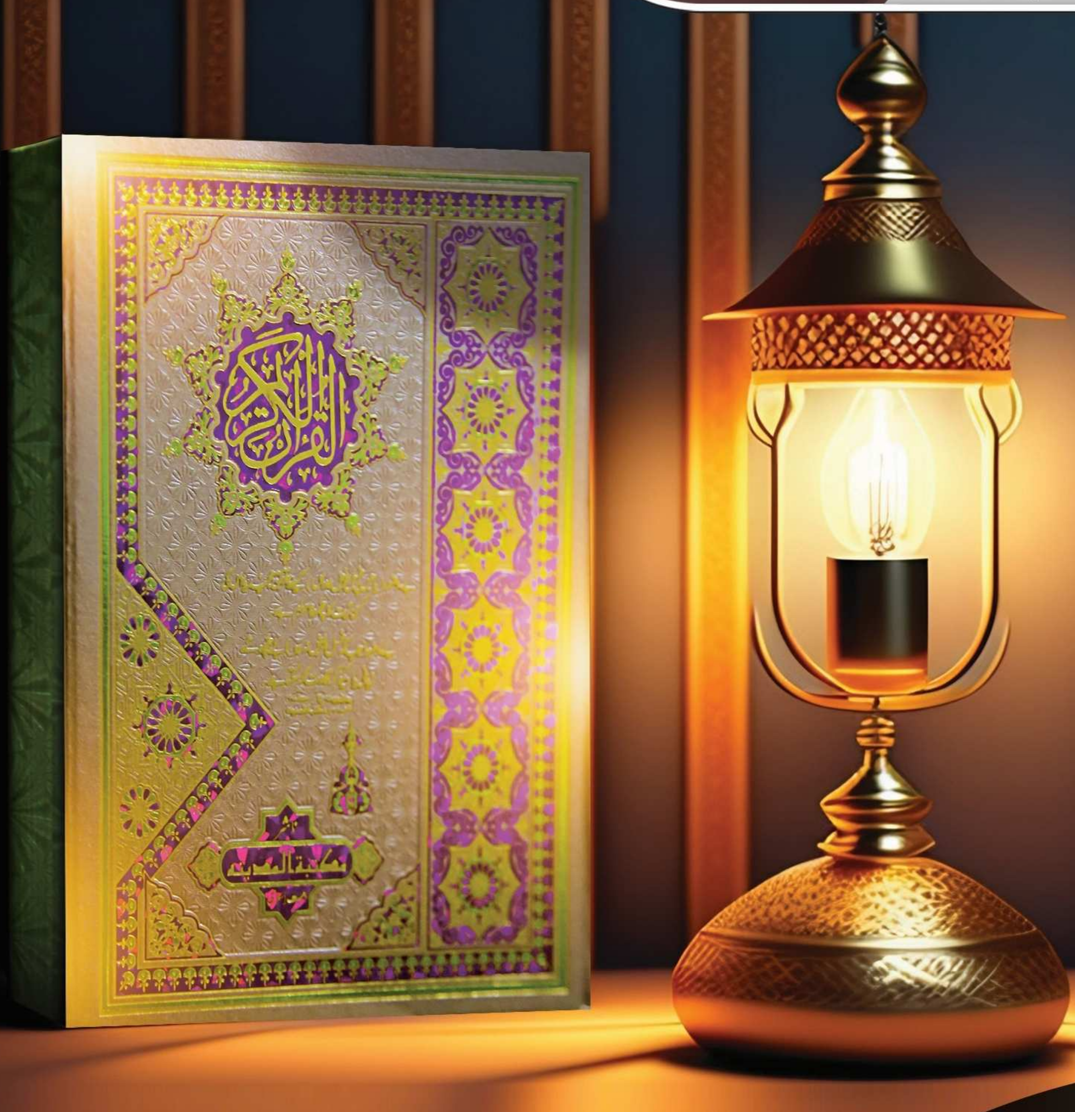

- مرنے والا کیا کہتا ہے؟ 7
- روزہ، تقویٰ کی تربیت کا عملی موقع 16
- اعتکاف کی روحانیت میں رکاوٹیں اور ان کا حل 22
- غزوۂ بدر کا پسِ منظر 43
- بیٹیوں کو سحر و افطار کا سلیقہ سکھائیں 58

روزی میں برکت کا وظیفہ

یکم (1st) رمضانُ المبارک کو مغرب کی نماز کے بعد جو کوئی 21 بار سُورۃُ القدر پڑھے تو اُس کی روزی میں ایسی برکت ہو گی جیسے اونچی جگہ سے پانی نیچے کی طرف تیزی سے آتا ہے اِس طرح اُس کی طرف مال و دولت تیزی سے بڑھے گا اور یوں اُس کی تنگدستی دور ہو گی۔

جو بیمار ہو وہ

یَا حَیُّ 1000 بار

(اوّل آخر ایک بار درود پاک)

پڑھے ان شاءاللہ الکریم صحت یاب ہو گا۔

(شفا ملنے تک روزانہ پڑھنا ہے)

مُراد پوری ہو

یَا رَحْمٰنُ 11 بار

(اوّل آخر ایک بار درود شریف)

فرض یا نفل روزہ کھولتے وقت سورج غروب ہونے سے معمولی وقت پہلے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پڑھ لیجیے اور وقت ہونے پر افطار کر لیجیے ان شاءاللہ الکریم دل کی مُراد پوری ہو گی۔

یاد رکھنے کا مدنی نسخہ

جو کسی بات کو یاد رکھنا چاہے وہ یہ دعا پڑھ لے: (ترجمہ پڑھنا ضروری نہیں) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُذَکِّرِ الْخَیْرِ وَفَاعِلِہٖ (یعنی تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جو بھلائی یاد دِلانے والا اور بھلائی کرنے والا ہے) ان شاءاللہ اس دعا کی برکت سے وہ بات یاد رہے گی۔

(شرعۃ الاسلام و مفاتیح الجنان، ص372، استنبول)

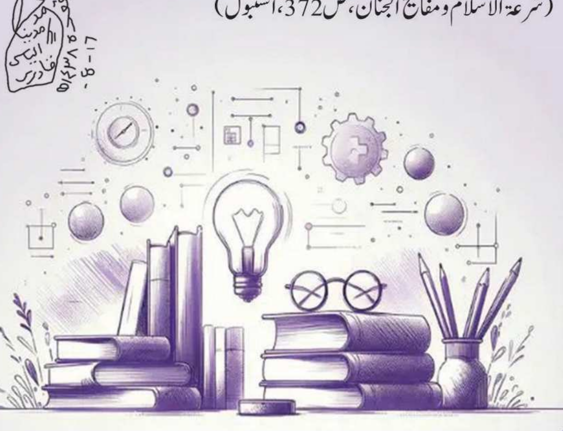

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ

رنگین شمارہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

فروری 2026ء / رمضان المبارک 1447ھ

جلد: 10 شمارہ: 02

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا **امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابِت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لیے

+922111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923103330935

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

- قیمت — رنگین شمارہ: 220 روپے — سادہ شمارہ: 110 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات — رنگین شمارہ: 3700 روپے — سادہ شمارہ: 2300 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 10 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3200 روپے — سادہ شمارہ: 1800 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قراٰن وحدیث	1	نزولِ قراٰن کے مقاصد اور حکمتیں (قسط:02)	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	4
	2	مرنے والا کیا کہتا ہے؟	مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی	7
فیضانِ سیرت	3	رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اشک باری	مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مدنی	9
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	4	روزے کی حالت میں بھاپ لینا کیسا؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	12
دار الافتاء اہلِ سنّت	5	تکبیر قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم مع دیگر سوالات	مفتی فضیل رضا عطّاری	14
مختلف مضامین	6	روزہ، تقویٰ کی تربیت کا عملی موقع	مولانا سید بہرام حسین عطّاری مدنی	16
	7	اسلامی معاشرہ ہی مثالی معاشرہ ہے (قسط:02)	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطّاری	18
	8	پوچھ کر دیکھ لیجیے	مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی	21
	9	اعتکاف کی روحانیت میں رکاوٹیں اور ان کا حل	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	22
	10	اسلام کا نظامِ مواخات (دوسری اور آخری قسط)	مولانا فرمان علی عطاری مدنی	25
	11	بزرگانِ دین کے مبارک فرامین	مولانا ابو شیبان عطّاری مدنی	28
	12	جنت میں محلات دلانے والی نیکیاں	مولانا شہزاد یونس عطّاری مدنی	29
تاجروں کے لیے	13	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی	31
بزرگانِ دین کی سیرت	14	حضرت سیدنا یوسف علیہ السّلام تختِ سلطانی پر (قسط:05)	مولانا ابو عبید عطّاری مدنی	33
	15	خلافتِ راشدہ اور مولا علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ	مولانا عدنان احمد عطّاری مدنی	36
	16	حضرت مِقدام بن مَعدی کَرِب رضی اللہُ عنہ	مولانا اویس یامین عطّاری مدنی	40
	17	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی	41
متفرق	18	غزوۂ بدر کا پسِ منظر (قسط:01)	مولانا بلال حسین عطّاری مدنی	43
	19	تربیت و اخلاق اور رسائل امیر اہل سنت (دوسری اور آخری قسط)	مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مدنی	45
قارئین کے صفحات	20	آپ کے تأثرات		46
	21	نئے لکھاری	محمد عبد الغفور علوی/عبد الرحمٰن عطّاری/محمد عبد اللہ عطّاری	47
بچّوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“	22	برکت والا مہینا	مولانا محمد جاوید عطّاری مدنی	50
	23	ندی کا پانی خشک ہو گیا	مولانا سید عمران اختر عطّاری مدنی	51
	24	صحت کا خزانہ	مولانا حیدر علی مدنی	53
	25	بچوں کو قراٰن سے جوڑیے	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مدنی	56
اسلامی بہنوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“	26	بیٹیوں کو سحر و افطار کا سلیقہ سکھائیں	اُمِّ میلاد عطّاریہ	58
	27	ازواجِ مطہرات اور رمضانُ المبارک	مولانا ابو ابان عطّاری مدنی	60
	28	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی فضیل رضا عطّاری	62
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	29	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطّاری مدنی	63

Go To Index

نزولِ قراٰن کے مقاصد اور حکمتیں (قسط 02)

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

دینِ حق کی تکمیل نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب دین کی تکمیل کے لیے نازل کی گئی۔ سورۃُ المآئدۃ میں اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم اعلان ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔(1)

سورۃُ الانعام میں فرمایا:

﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًاؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(۱۱۵)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔(2)

یہ آیات بتاتی ہیں کہ قراٰن کے نزول کے ساتھ دینِ اسلام مکمل ہوگیا۔ اب نہ کسی نئے نبی کی ضرورت ہے، نہ کسی نئی کتاب کی، اور نہ ہی دین میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش ہے۔ قراٰن نے عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرت، معیشت، سیاست، جنگ و امن، خاندان اور معاشرے کے ہر پہلو کے بارے میں واضح رہنمائی فراہم کر دی اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے فرامین میں قراٰنِ کریم کے تمام اُصولوں اور تعلیمات کو قولاً اور عملاً واضح فرما دیا۔ یہ تکمیلِ دین اللہ کی نعمت ہے اور مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس مکمل دین کو اپنی زندگی میں مکمّل طور پر نافذ کریں، اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا کمی نہ کریں، اور کسی دوسرے نظامِ زندگی کو اس پر ترجیح نہ دیں۔ معاشرے میں جب لوگ اس حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں کہ اسلام ایک مکمّل نظام ہے تو وہ مغربی نظریات اور افکار کی غلامی سے نکل آتے ہیں اور اپنی اصل شناخت پر فخر کرتے ہیں۔

قلبِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تقویت قراٰنِ کریم کے بتدریج نازل ہونے کا بھی ایک اہم مقصد تھا۔ سورۃُ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةًۚۛ كَذٰلِكَۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا(۳۲)﴾

ترجمۂ کنزُالایمان: اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اُتار دیا ہم نے یونہی بتدریج اُسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اُسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔(3)

سورۂ ہود میں بھی اسی مضمون کا ذکر ہے:

﴿وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَۚ وَ جَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ(۱۲۰)﴾

ترجمۂ کنزُالایمان: اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورت میں تمہارے

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فِل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔[4]

یہ آیات بتاتی ہیں کہ قراٰن کا بتدریج نُزول اور اس میں پچھلے اَنبیا کے واقعات کا تذکِرہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لیے تقویتِ قلب کا باعث تھا۔ جب کفّار کی طرف سے مخالفت شدید ہوتی، مشکلات بڑھتیں اور حالات دشوار ہوتے تو اللہ تعالٰی وحی نازل فرماتا جو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حوصلے بڑھاتی اور آپ کو یہ یقین دلاتی کہ اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ گزشتہ اَنبیا کے صبر اور استقامت کے واقعات سن کر آپ کو تسلّی ہوتی کہ یہ راہ ہمیشہ مشکل رہی ہے لیکن آخر کامیابی حق کی ہوتی ہے۔ یہ ہمارے لیے بھی سبق ہے کہ جب ہم دین کے راستے میں مشکلات کا سامنا کریں تو قراٰن کی تلاوت اور اس کے واقعات پر غور و فکر کریں تاکہ ہمارے دل مضبوط ہوں اور ہمیں صبر و استقامت کی توفیق ملے۔

شبہات کا ازالہ اور حقائق کی وضاحت نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کے شکوک و شبہات کو دُور کرنے اور حقائق کو واضح کرنے کے لیے نازل کی گئی۔ سورۃُ النحل میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ(۴۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔[5]

سورۃُ البقرۃ میں فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍۚ وَ مَا یَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ(۹۹)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ۔[6]

سورۃُ النسآء میں بھی اسی مضمون کا ذکر ہے:

﴿یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ(۱۵)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چُھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔[7]

قراٰنِ کریم کی یہ خصوصیّت انتہائی اَہَم ہے کہ یہ ہر طرح کے شبہات کا جواب دیتا ہے اور عقیدے، شریعت، اخلاق اور تاریخ سے متعلق تمام حقائق کو واضح کرتا ہے۔ عہدِ نبوی میں کفّار اور منافقین کی طرف سے مختلف شبہات پیش کیے جاتے تھے، یہودی اور نصاریٰ اپنی مذہبی تحریفات کی وجہ سے اُلجھنیں پیدا کرتے تھے، اور مشرکین اپنے باطل عقائد کا دفاع کرتے تھے۔ قراٰن نے ان تمام شبہات کا مدلّل اور واضح جواب دیا۔ آج بھی جب دین کے بارے میں شکوک پیدا ہوتے ہیں، مغربی فکر کے زیرِ اثر سُوالات اُٹھائے جاتے ہیں، یا نئے فتنے سَر اٹھاتے ہیں تو قراٰن ہی وہ معیار ہے جس کی روشنی میں ان کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ معاشرے میں جہالت اور غلط فہمیوں کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں، قراٰن کی تعلیم سے یہ شکوک و شبہات دُور ہو جاتے ہیں اور لوگوں کی سوچ میں وضاحت آجاتی ہے۔

اللہ کی نشانیوں پر تفکر کی دعوت نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کو کائنات میں موجود اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت دینے کے لیے نازل کی گئی۔ سورۂ صٓ میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ(۲۹)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔[8]

سورۂ محمد میں فرمایا:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا(۲۴)﴾

Go To Index

ترجمۂ کنزُالایمان: تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں۔[9]

سورۃُ النسآء میں بھی فرمایا:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا(۸۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔[10]

قراٰن کا یہ پہلو بہت اہم ہے کہ یہ انسان کو تفکر اور تدبّر کی دعوت دیتا ہے۔ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جسے بغیر سمجھے محض پڑھ لیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کے معانی میں غور کرے، اس کی آیات پر تدبّر کرے، اللہ پر ایمان لائے، تعلیمات قراٰن پر عمل کرے اور پھر ان کی روشنی میں اپنی زندگی کو سنوارے۔ قراٰن کائنات کی نشانیوں کی طرف متوجّہ کرتا ہے، آسمانوں اور زمین کی تخلیق، سورج اور چاند کے نظام، بارش اور نباتات، انسانی جسم کی ساخت، اور دیگر بے شمار حقائق کا ذکر کرکے انسان کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ معاشرے میں جب لوگ قراٰن پر تدبّر کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو وہ محض رسمی تلاوت تک محدود ہو جاتے ہیں اور قراٰن کی تعلیمات ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں لاتیں۔

پچھلی کتابوں کی تصدیق نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے کے لیے نازل کی گئی۔ سورۂ اٰل عمرٰن میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ(۳)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اُس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری۔[11]

سورۃُ المآئدۃ میں فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ۔[12]

سورۃُ البقرۃ میں بھی فرمایا:

﴿وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ٘ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ(۸۹)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔[13]

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ قراٰن نے تورات اور انجیل کی اصل تعلیمات کی تصدیق کی لیکن ساتھ ہی ان باتوں کو واضح کیا جنہیں پہلے مانتے تھے اور بعد میں ان کا انکار کر بیٹھے۔ اہلِ کتاب نے اپنی آسمانی کتابوں میں تبدیلیاں کیں، کچھ حصّے چُھپائے، کچھ غلط تشریحات کیں اور اپنے مفادات کے مطابق اَحکام بدل دیے۔ قراٰن نے آکر اصل توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد اور تعلیمات کو دوبارہ واضح کیا۔ یہ ہمارے لیے بھی سبق ہے کہ ہم قراٰن کی حفاظت کریں، اس میں کسی قسم کی تاویلِ فاسد یا تحریف سے بچیں اور اسے اسی طرح آگے منتقل کریں جیسے ہم تک پہنچا ہے۔ معاشرے میں جب لوگ قراٰن کی تعلیمات کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ دراصل وہی غلطی دہراتے ہیں جو اہلِ کتاب نے کی۔ قراٰن کی اَصل تعلیم پر قائم رہنا ہماری ذمّہ داری ہے۔

---

(1) پ6، المآئدۃ: 3 (2) پ8، الانعام: 115 (3) پ19، الفرقان: 32 (4) پ12، ھود: 120 (5) پ14، النحل: 44 (6) پ1، البقرۃ: 99 (7) پ6، المآئدۃ: 15 (8) پ23، صٓ: 29 (9) پ26، محمد: 24 (10) پ5، النسآء: 82 (11) پ3، اٰل عمرٰن: 3 (12) پ6، المآئدۃ: 48 (13) پ1، البقرۃ: 89۔

Go To Index

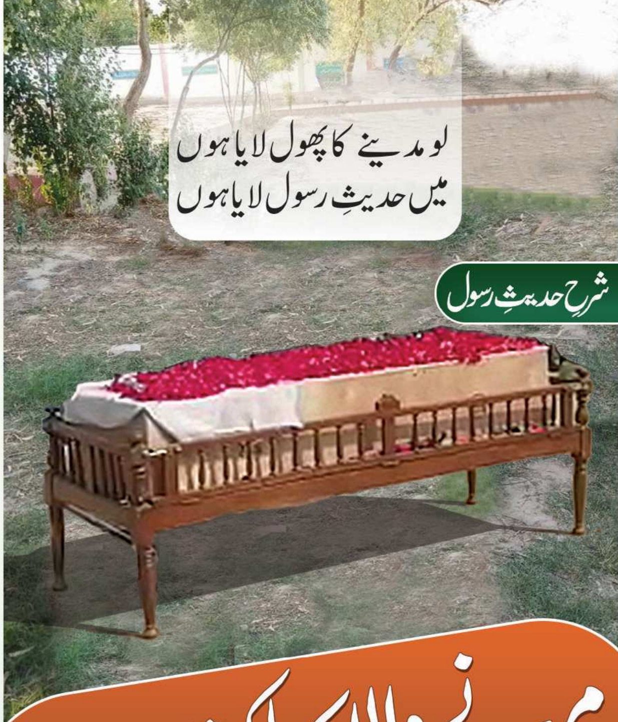

مرنے والا کیا کہتا ہے؟ (What Does the Deceased Say?)

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی*

بخاری شریف میں ہے: اللہ پاک کے آخری نبی، مکّی مدنی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُوْنِي، قَدِّمُوْنِي، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا، اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ

ترجمہ: جب جنازہ رکھ دیا جائے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیں، اگر مرنے والا نیک انسان ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے بڑھاؤ، مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر نیک نہ ہو تو کہتا ہے: ہائے بربادی! تم اس جنازے کو کہاں لے جارہے ہو؟ انسان کے علاوہ ہر چیز اُس کی آواز سنتی ہے، اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہوجائے۔[1]

الفاظِ حدیث کی مختصر وضاحت

اِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ: "جنازہ" کا لفظ میت کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور اس چارپائی پر بھی جس پر میت (مرنے والے) کو اٹھایا جاتا ہے۔[2] مراد یہ ہے کہ جب میت کو لوگوں کے سامنے چارپائی پر رکھ دیا جائے تاکہ وہ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر قبرستان لے جائیں۔[3]

قَدِّمُوْنِي، قَدِّمُوْنِي: یعنی مجھے جلدی میرے ٹھکانے تک پہنچاؤ، کیونکہ میّت جنّت میں اپنے بلند درجے دیکھ رہی ہوتی ہے۔[4] ظاہر یہی ہے کہ مُردہ بزبانِ قال یہ گفتگو کرتا ہے کیونکہ اسے نَزع میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے، اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہتا ہے: جلدی پہنچاؤ۔[5] حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ نقل کرتے ہیں: اللہ ربُّ العالمین اس بات پر قادر ہے کہ وہ مُردے کو اس طرح زندہ کردے جس طرح قبر میں سوال جواب کے لیے زندہ کرتا ہے اور سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ منکر نکیر کے قبر میں آنے سے پہلے مردہ سنتا ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: مردہ دفن کرکے جانے والوں کی جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر اس کے پاس (منکر نکیر) دو فرشتے آتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اُتارنے والے سب کو پہچانتی ہے۔[6]

يَا وَيْلَهَا: اس کا مطلب ہے: ہائے اس جنازے کی تباہی۔[7] اصل یہ یَا وَیْلِی ہونا چاہیے تھا یعنی "ہائے میری بربادی" تم مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ لیکن یہاں ضمیر غائب "ھا" لائی گئی ہے کیونکہ جب میّت دیکھتی ہے کہ وہ نیک نہیں تو گویا وہ اپنے آپ سے نفرت کرتی ہے اور اپنی ذات کو جنازہ سے الگ تصور کرتی ہے اور "ہلاکت" کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا ناپسند کرتے ہوئے جنازے کے بارے میں کہتی ہے: تم اسے کہاں لے جارہے ہو؟ اور میت "یَا وَیْلَھَا" اس لیے کہتی ہے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نیکی آگے نہیں بھیجی اور یہ کہ اب وہ ایسے انجام کی طرف بڑھ رہی ہے جو اسے ناپسند ہے، اس لیے وہ اس طرف جانے کو برا سمجھتی ہے۔[8]

يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ: اس کی آواز ہر چیز سنتی ہے حتّٰی کہ بے جان چیزیں بھی سوائے انسان کے، اس کو یہ آواز نہیں سنائی دیتی۔ یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ بات حقیقتاً ہوتی ہے، مگر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں "سننے" سے مراد "سمجھنا" ہو، جیسا کہ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔[9]

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

لَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ: یعنی مرنے والا ایسی خوفناک آواز سے چیختا ہے کہ اگر کوئی انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے یا مر جائے۔[10] انسان کو یہ آواز نہ سنوانے میں حکمت یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کا نظام قائم نہ رہے اور ایمان "غیب" کے بجائے "مُشاہَدہ" بن جائے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اگر دنیا میں بے خبر اور غافل لوگ نہ ہوں تو دنیا کا نظام ٹوٹ جائے۔ اور یہ بھی کہا گیا: غفلت ہی انسان کو دنیا سے سفر کو روکے رکھتی ہے۔[11]

مراٰۃ المناجیح میں ہے: "اگر مردے کی یہ آواز انسان سن لیں تو وہ بے ہوش ہو جائیں" مردے کی یہ آواز جانور، فرشتہ، کنکر، پتھر سب سنتے ہیں انسان کو اس لیے نہ سنائی گئی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں۔ دوسرے اس پر ایمان بِالغیب لازم ہے اگر وہ آواز سن لے تو ایمان بِالغیب نہ رہے۔[12]

خلاصہ

نیک و صالح انسان وفات کے بعد اپنی آخری منزل کی طرف جانے کے لیے بیتاب ہوتا ہے جبکہ گنہگار و بدکار کافر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے ہیبت و خوف میں مبتلا ہوتا ہے۔[13]

سوچنے کی بات

قارئین! 10، 20، 30، 40، 50، 60 یا 70 سال جتنی زندگی ہم نے گزارنی تھی گزار لی، اب مزید کتنے منٹ، گھنٹے، دن مہینے یا سال جئیں گے؟ یہ ہمارے مالک و پروردگار کو معلوم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لمحۂ موجود میں ہم اپنی گزشتہ زندگی کے ریکارڈ کو کلین اینڈ نیٹ کر لیں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیں اور آئندہ زندگی کو ان احکامات کے تحت بسر کریں جو اللہ و رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں دیئے ہیں۔

ایک مثال

جس کو اپنی اچھی کارکردگی پر انعام وصول کرنے کے لیے اسٹیج پر بلایا جائے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور تیز تیز قدموں سے اسٹیج کی طرف بڑھتا ہے، اس کے برعکس سزائے موت کے قیدی کو پھانسی گھاٹ کی طرف لے جایا جائے تو اس کے قدم مَن مَن بھر کے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے چلنا دُوبَھر ہو جاتا ہے، بعضوں کو تو عملے کے لوگ دونوں کندھوں سے اٹھا کر پھانسی گھاٹ کی طرف لے کر جاتے ہیں، قیدی کی یہ حالت اس لیے ہوتی ہے کہ اسے اپنا انجام دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔

تصور کیجئے

اپنی ذہن سازی کے لیے اس حدیثِ پاک کو اپنی ذات پر یوں نافذ کر کے دیکھئے کہ ایک دن آپ کا بھی جنازہ اُٹھے گا اور اس کے بعد دو آپشن ہوں گے: 1 آپ خوشی خوشی کہیں گے مجھے میری قبر تک جلدی جلدی لے چلو کیونکہ آپ کو اپنی قبر کے حالات اچھے، بارونق اور راحتوں والے دکھائی دے رہے ہوں گے، یا 2 آپ روتے بِلْبِلاتے، چیختے چلاتے اپنے اہلِ خانہ اور جنازہ اٹھانے والوں سے کہیں گے کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ کیونکہ آپ کو قبر کی ہولناکیاں نظر آ رہی ہوں گی۔ یہ آواز اتنی خوفناک ہوگی کہ اگر دوسرے انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں، ان کی جان بھی جا سکتی ہے، تو خود آپ کا کیا حال ہوگا؟

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ کون سا آپشن منتخب کرنا ہے "**مجھے جلدی جلدی لے چلو**" والا یا "**مجھے کہاں لے جا رہے ہو**" والا؟ یقیناً ہم میں سے ہر ایک پہلے آپشن کو چُنے گا۔ اس کے لیے ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو راضی کرنا ہوگا اور اس کے لیے نیکیوں کو اپنانا اور گناہوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اس میں آسانی کے لیے دینی کتابوں کا مطالعہ کیجئے، نیک صحبت اختیار کیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کا ماحول اس میں بہت مُفید، ضروری اور مُعاوِن ہے، اس انٹرنیشنل دینی تنظیم کو جوائن کر لیجئے، اِنْ شآءَ اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

دعا ہے کہ اللہ ربُّ العالمین ہم سے راضی ہو جائے اور بے حساب و کتاب مغفرت و بخشش سے نواز دے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بُخاری، 1/465، حدیث: 1380 (2) عمدۃ القاری، 6/157، تحت الحدیث: 1316 (3) مرقاۃ المفاتیح، 4/133، تحت الحدیث: 1647 - مراٰۃ المناجیح، 2/466 ملخصًا (4) مرقاۃ المفاتیح، 4/133، تحت الحدیث: 1647 (5) مراٰۃ المناجیح، 2/466 (6) مرقاۃ المفاتیح، 4/133، تحت الحدیث: 1647 ملخصًا (7) مرقاۃ المفاتیح، 4/133، تحت الحدیث: 1647 (8) دیکھئے: عمدۃ القاری، 6/154، تحت الحدیث: 1314 (9) پ15، بنی اسرآءیل: 44 - مرقاۃ المفاتیح، 4/133، تحت الحدیث: 1647 (10) عمدۃ القاری، 6/154، تحت الحدیث: 1314 (11) مرقاۃ المفاتیح، 4/133، تحت الحدیث: 1647 (12) مراٰۃ المناجیح، 2/467 (13) فیضان ریاض الصالحین، 4/586۔

آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اشک باری

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

اللہ کریم نے انسان کو احساس کی نِعمت سے نوازا ہے، اِسی نِعمت کی بدولت انسان خوشی کے موقع پر مسکراتا ہے اور غم کے موقع پر کبھی رنجیدہ ہوجاتا ہے اور کبھی رو پڑتا ہے۔ ہنسنا اور رونا دونوں اللہ پاک کی طرف سے ہے چنانچہ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى(۴۳)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رولایا۔(1)

اللہ کی کرم نوازی دیکھیے کہ اُس نے رونے کو غم کے وقت ڈھارس، مصیبت کے وقت تسلّی اور حوصلہ کو پَست ہونے سے بچانے کا ذَریعہ بنایا ہے۔ اللہ کی رَحْمت دیکھیے کہ اُس نے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مبارَک ذات کو دیگر معاملاتِ زندگی کی طرح خوشی اور غمی کے مواقع میں بھی ہمارے لیے رَہبر و رَہنما بنایا ہے، ہمارے کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اشکباری فرما کر اِس اُمّت کو تعلیم دی ہے، آیئے! ہم اپنے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اندازِ اشکباری سے متعلّق چند واقعات کا عِلْم حاصل کرتے ہیں:

دورانِ نماز اشکباری

1 شیرِ خدا حضرتِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بدر کے دن حضرت مِقْداد رضی اللہ عنہ کے سِوا ہم میں کوئی گھڑ سُوار نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے علاوہ سب سوئے ہیں، آپ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔(2)

2 حضرت عبدُاللہ بن شِخّیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضِر ہوا تو آپ نَماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ہنڈیا (اُبلنے) جیسی آواز آرہی تھی۔(3)

اللہ کرے کہ ہمیں بھی اِس اندازِ مصطفےٰ کا صدقہ نصیب ہو۔

نَماز میں روتے ہوئے چند باتوں کی احتِیاط لازم ہے: 1 نمازی خُشوع اپنائے، جہاں اللہ کے عدل کا خوف دل میں ہو وہیں اُس کی رَحْمت سے بھی اُمّید لگی رہے۔ 2 جہنّم کے خوف اور جنّت کے اشتیاق میں بغیر آواز کے رونے میں کوئی حرج نہیں۔ 3 نَماز کے دوران روتے ہوئے آہ، اُوہ، اُف، تُف، یہ الفاظ دَرْد یا مصیبت کی وجہ سے نِکلے یا آواز سے رویا اور حَرف پیدا ہوئے، ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی، نماز ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ اِس طرح رونا بطورِ شکایت کے ہے اور مقصد یہ بتانا ہے کہ "مجھے تکلیف ہے یا مجھے مصیبت آئی۔" یہ لوگوں کا کلام ہے جو کہ نَماز کو فاسِد کر دیتا ہے۔ اگر یہ الفاظ جنّت و دوزخ کی یاد میں کہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی کیوں کہ اِس صورت میں یہ الفاظ دُعا، طلبِ رَحمت اور مُعافی مانگنے کے درجے میں ہیں اِس وجہ سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔(4)

قراٰن سنتے وقت اشکباری

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تلاوتِ قراٰن کرنے کا فرمایا تو آپ نے تعجّب

*ذمہ دار مرکز خدمۃ الحدیث وعلومہ (Hadith Research Center)

Go To Index

سے عرض کی: میں (قراٰن کی) تِلاوت کروں؟ حالانکہ (یہ قراٰن) اُترا آپ پر ہے؟ فرمایا: دوسرے سے سننا مجھے اچّھا لگتا ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ نے سورۂ نسآء کی تِلاوت کی، جب اس آیت پر پہنچے: ﴿فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا(۴۱)﴾ (ترجَمۂ کنزُالایمان: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔)[5] تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ابھی اتنا کافی ہے۔ (یعنی اگلی آیت مت پڑھنا کیوں کہ میں اِس آیت میں غور و فکر کر رہا ہوں، گریہ وزاری کی کیفیت مجھ پر طاری ہے، یہ کیفیت مزید تلاوتِ قراٰن سننے میں رکاوٹ بنے گی۔) حضرت سیدنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے (تلاوتِ قراٰن سے روکنے کا سبب جاننے کے لیے) رسولِ کریم رءوف رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف توجّہ کی تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[6]

قبرستان میں اشکباری

حضرت بَراء بن عازب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ایک جَنازہ میں شریک تھے، آپ قَبر کے کنارے بیٹھے اور اتنا روئے کہ (آپ کے آنسوؤں سے) مٹّی نم ہوگئی۔ پھر فرمایا: یَااِخوانی لِمِثْلِ ھٰذَا فَاَعِدُّوا یعنی اے میرے بھائیو! اس جیسی (قبر) کے لیے (قبر میں ساتھ جانے والی نیکیاں) تیار رکھو۔[7] اِس حدیث کو پڑھنے کے بعد ہمارا قبرستان جانے کا انداز بدل جانا چاہیے۔

فکرِ اُمّت میں اشکباری

حضرت عبدُ اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قراٰنِ پاک میں سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۳۶)﴾ (ترجَمۂ کنزُالایمان: اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔)[8] اور وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا یہ قول ہے: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۱۱۸)﴾ (ترجَمۂ کنزُالایمان: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا)[9] تو رسولِ کریم رءوف رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر گریہ طاری ہوگیا اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی: ”اے اللہ! میری اُمّت، میری اُمّت۔“ اللہ پاک نے حضرت جبریل علیہ السّلام سے فرمایا: ”اے جبریل! میرے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں جاؤ، تمہارا ربّ خوب جانتا ہے مگر ان سے پوچھو کہ انہیں کیا چیز رُلا رہی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا تو انہیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی عرض معروض کی خبر دی۔ اللہ پاک نے حضرت جبریل علیہ السّلام سے فرمایا: تم میرے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ یعنی آپ کی اُمّت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو غمگین نہ کریں گے۔[10]

موت پر اشکباری

1 آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ کی رَضاعی والِدہ کا نام حضرت خولہ بنتِ مُنذر رضی اللہُ عنہا ہے، اِن کے شوہر کا نام بَراء بن اَوْس انصاری تھا وہ ”ابو سَیف لوہار“ کہلاتے تھے۔[11] حضرت انس رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: (ایک مرتبہ) ہم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ابو سَیف لوہار کے گھر گئے، وہ حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ کے رَضاعی والِد تھے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابراہیم کو اُٹھایا، انہیں بوسا دیا اور سونگھا۔ اس کے بعد ہم دوبارہ گئے جبکہ ابراہیم آخری سانسیں لے رہے تھے، (ان کی یہ حالت

دیکھ کر) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدُ الرحمٰن بن عوف رضی اللہُ عنہ نے عرض کیا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ بھی (رو رہے ہیں جبکہ آپ نے مصیبت پر صبر کرنے کا اور میّت پر نہ رونے کا حکم دیا ہے) فرمایا: اے اِبنِ عَوف! (یہ رونا بے صبری اور ناشکری کے لیے نہیں ہے بلکہ) یہ رَحمت ہے (جو ہر باپ کو اپنے بیٹے سے ہوتی ہے)۔ پھر دوبارہ آنسو نکلے تو فرمایا: بیشک آنکھ آنسو بہارہی ہے، دل بھی غمزدہ ہے مگر ہم صرف وہی کہیں گے جس سے ہمارا ربّ راضی ہو اور اے ابراہیم! تیری جدائی پر ہم غمزدہ ہیں۔(12)

2 رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہُ عنہا کے گھر تشریف لائے، حضرت سَعْد بن عُبادہ اور حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہُ عنہما بھی ساتھ تھے، رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آپ کا نواسہ دیا گیا اُس وقت بچے کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ حضرت سَعد بن عُبادہ رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا: هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهٖ، وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ یعنی یہ وہی رَحمت ہے جسے اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے، اللہ پاک اپنے رَحم دل بندوں پر رَحم فرماتا ہے۔(13)

تعلیمِ اشکباری کے نتائج واثرات

غور کیجیے کہ ہمارے ربّ نے کتنی کرم نوازی فرمائی کہ ہمیں سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دامنِ کرم سے وابستہ کر دیا، صحبتِ مصطفےٰ نے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو خوب نوازا، اشکِ مصطفےٰ سے فیض پاکر دل کورِقّت وسوز اور شفقت واحساس جیسی خوبیوں سے آراستہ کیا، صحابۂ کرام سے یہ فیض تابعین، ائمّہ مجتہدین، اولیائے کاملین اور علما وصلحا میں منتقل ہو کر دنیا بھر میں عام ہوا اور اسلام کی روشن تعلیمات ہر طبقے تک پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ اندازِ مصطفےٰ سے حاصل شدہ تعلیمِ اشکباری آج بھی دنیا سے سفاکیّت وبربریّت کے خاتمے کے لیے موثّر ہے، احساسِ ذمّہ داری کو جگانے میں معاون ہے، انسان کو مثبت فکر کی تربیت دینے میں مددگار ہے، اجتماعی بے حسی سے پیدا ہونے والی ہولناکی سے نکالنے کا راستہ ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ دعوتِ اسلامی کی ترقی وکامیابی کے بہت سارے عوامل ہیں اُن میں درس وبیان، سنّتوں بھرے اجتماعات اور دیگر دینی کاموں کے ذریعے اندازِ مصطفےٰ سے حاصل شدہ تعلیمِ اشکباری کا کردار بہت بنیادی اور نہایت اہم ہے، دعوتِ اسلامی میں یہ سکھایا جاتا ہے کہ

رونا مصیبت کا مت رو تُو پیارے نبی کے دیوانے
کرب وبلا والے شہزادوں پر بھی تُو نے دھیان کیا

بارگاہِ الٰہی میں یوں التجا کرنے کی تربیت دی جاتی ہے:

یارب! غمِ حبیب میں رونا نصیب ہو
آنسو نہ رائیگاں ہوں غمِ روزگار میں

بارگاہِ مصطفےٰ میں یوں عرض کرنے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے:

رونا بھی سکھا دو اور سِکھلا دو تڑپنا بھی
بُلوا کے شہنشاہِ اَبرار مدینے میں

خوفِ خدا اور عشقِ مصطفےٰ میں رونے کی اہمیت یوں ذہن نشین کروائی جاتی ہے:

رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذکرِ محبت عام ہے لیکن سوزِ محبت عام نہیں

خوفِ خدا، عشقِ مصطفےٰ، فکرِ آخرت میں رونے والی آنکھیں جسے مل جاتی ہیں اور پھر وہ اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کا جذبہ لے کر میدانِ عمل میں اُترتا ہے تو اللہ کریم کے کرم سے ترقی وکامیابی اُس کا استقبال کرتی ہے۔

---

(1) پ27، النجم:43 (2) مسند احمد، 2/299، حدیث:1023 (3) ابو داؤد، 1/342، حدیث:904 (4) شرح ابوداؤد للعینی، 4/126، تحت الحدیث: 881، مرقاۃ المفاتیح، 3/82، تحت الحدیث:1000، بہار شریعت، 1/608 (5) پ5، النسآء:41 (6) بخاری، 3/416، حدیث:5050، مرقاۃ المفاتیح، 4/694، تحت الحدیث: 2195، دلیل الفالحین، 2/361، تحت الحدیث:446 (7) ابن ماجہ، 4/466، حدیث: 4195 (8) پ13، ابراہیم:36 (9) پ7، المآئدۃ:118 (10) مسلم، ص109، حدیث: 499 (11) اللامع الصبیح، 5/215 ماخوذاً (12) بخاری، 1/441، حدیث:1303، منحۃ الباری، 3/377، تحت الحدیث:1303 (13) بخاری، 4/532، حدیث:7377۔

Go To Index

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 14 سوالات وجوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جارہے ہیں۔

1 شبِ براءت کو قبرستان جانا

سوال: کیا شبِ براءت ہی میں قبرستان جانا ضروری ہے؟

جواب: شبِ براءت میں قبرستان جانا پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ثابت ہے۔ حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے شبِ براءت میں قبرستان جانا سنت لکھا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/290) سارا سال رات دن جب بھی قبرستان جائیں منع نہیں ہے۔ (دیکھئے: مدنی مذاکرہ، 12 شعبان شریف 1444ھ)

2 روزے دار کا اپنا تھوک حلق میں اُتارنا کیسا؟

سُوال: کیا روزے کی حالت میں اپنا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اپنا تھوک خود ہی حلق میں اُتر جائے یا جان بوجھ کر اُتار لے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں! تھوک ہتھیلی پر لیا اور اب نِگل لیا تو روزہ گیا۔ (مدنی مذاکرہ، 17 رمضان المبارک 1441ھ)

3 وتر کی دوسری رکعت میں دُعائے قُنوت پڑھ لی تو۔۔۔

سُوال: رمضانُ المبارک میں کوئی شخص وتر کی دوسری رکعت میں شامل ہوا اور تیسری رکعت میں امام کے ساتھ دُعائے قنوت پڑھ لی تو کیا وہ اپنی تیسری رکعت میں دوبارہ دُعائے قنوت پڑھے گا؟

جواب: دوسری رکعت میں دُعائے قُنوت پڑھ لی تو تیسری رکعت میں دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں، تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نماز مکمل کرلے۔

(دیکھئے: غنیۃ المتملی، ص421- مدنی مذاکرہ، 10 رمضان المبارک 1441ھ)

4 روزے کی حالت میں بھاپ لینا کیسا؟

سُوال: کیا روزے کی حالت میں اِسٹیم یعنی بھاپ لے سکتے ہیں؟

جواب: جی نہیں! روزے کی حالت میں بھاپ لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مدنی مذاکرہ، 18 رمضان المبارک 1441ھ)

5 پھوپھی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: کیا پھوپھی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اگر زکوٰۃ کی مستحق ہیں تو دے سکتے ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 27 رمضان المبارک 1440ھ)

6 صلوٰۃ التسبیح میں سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو کیا کریں؟

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں اگر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو کیا ان سجدوں میں بھی تسبیح پڑھیں؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے: (صلوٰۃ التسبیح میں) اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدہ کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں۔ (بہار شریعت، 1/684- مدنی مذاکرہ، 07 ربیع الآخر 1441ھ)

7 مَرحومین پر فطرہ واجب نہیں ہوتا

سُوال: کیا مَرحومین کا فطرہ بھی دیا جاسکتا ہے؟

جواب: مَرحومین پر فطرہ واجب نہیں ہوتا۔ ہاں اگر ان کی

Go To Index

زندگی میں ان پر فطرہ واجب تھا اور انہوں نے ادا نہیں کیا تو اب اگر اَولاد ان کی طرف سے ادا کر دے تو اللہ پاک کی رَحمت سے قبولیت کی اُمید کی جاسکتی ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 15 رمضان المبارک 1441ھ)

8 قراٰنِ پاک کو شہید کہنا کیسا؟

سوال: جب کسی عام کتاب کا صفحہ الگ ہوتا ہے تو اسے پھٹنا کہتے ہیں اور جب قراٰنِ پاک کا کوئی صفحہ الگ ہوتا ہے تو اسے شہید ہو جانا کہا جاتا ہے۔ کیا ایسا کہنا دُرُست ہے؟

جواب: بے شک یہ ادب کی بات ہے اور یہی مناسب۔ جب کوئی عمارت گرائی جاتی ہے یا خود ہی زمین بوس ہو جاتی ہے تو اسے منہدم (مُنْ-ہَ-دِم) ہو جانا یا گر جانا کہا جاتا ہے اور جب یہی بات کسی مسجد کے لیے آتی ہے تو ادباً اسے شہید ہو جانا کہتے ہیں، با اَدب بانصیب۔ شہید اَدب والا لفظ ہے اور اسے ہم بچپن سے سنتے آرہے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 8 رمضان المبارک 1441ھ)

9 کسی پیر سے طالب ہوتے وقت لفظ "طالب" بولنا بھول گئے تو؟

سُوال: اپنے پیر صاحب کے علاوہ کسی اور سے طالب ہوتے وقت اگر کوئی یہ کہنا بھول گیا کہ "طالب ہوتا ہوں میں!" تو کیا پہلی بیعت ٹوٹ جائے گی؟

جواب: جی نہیں! بلکہ پہلے پیر صاحب ہی کا مرید رہے گا، کیونکہ بیعت توڑنے کی نیت نہیں تھی۔

(مدنی مذاکرہ، 13 ربیع الاول شریف 1442ھ)

10 وَلی بننے کی دُعا کرنا کیسا؟

سُوال: اپنے بیٹے کو اللہ کا وَلی بنانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: ولی، اللہ پاک کی عطا سے بنتا ہے، کوشش سے نہیں بنتا کہ "میں کوشش کروں اور یہ یہ کرلوں تاکہ ولی بن جاؤں۔" وِلایت وَہبی یعنی عطائی ہے، کسبی نہیں ہے، (دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، 21/606) یعنی کوشش سے نہیں ملتی۔ البتہ یہ دُعا کرسکتے ہیں کہ "میرا بیٹا وَلی بن جائے۔" اگر آپ کو وَلی بننے کا شوق ہے تو اپنے لیے بھی دُعا کرلیں کہ "ہم باپ بیٹے وَلی بن جائیں، بلکہ ہمارا سارا خاندان وَلی بن جائے۔" یہ دُعا کرنے میں حرَج نہیں ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 17 محرم الحرام 1442ھ)

11 عورتوں کا اشراق وچاشت کے نوافل پڑھنا

سوال: کیا عورتیں اشراق وچاشت کے نوافل ادا کرسکتی ہیں؟

جواب: جی بالکل ادا کرسکتی ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 11 جمادی الاولیٰ 1445ھ)

12 جائے نماز کو پاؤں سے فولڈ کرنا کیسا؟

سُوال: جائے نماز کو پاؤں سے فولڈ کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز کو پاؤں سے فولڈ کرنا مناسب نہیں ہے، اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو جھک کر فولڈ کرنا چاہئے، ویسے بھی جھکنا ایک طرح کی ایکسر سائز ہے جو بندے کے لیے مفید ہے۔ جب آپ نے نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کیا ہے تو تھوڑا جھک کر جائے نماز بھی فولڈ کر دیجئے۔

(مدنی مذاکرہ، یکم ربیع الاول 1442ھ)

13 بچّے کے پیدائشی بال نہ کٹوانا کیسا؟

سُوال: کیا بچّے کی پیدائش کے بعد اس کے بال نہ کٹوانے سے گناہ ملتا ہے؟

جواب: بچّے کے پیدائشی بال کٹوانا سُنّتِ مُسْتَحَبّہ اور ثواب کا کام ہے، (دیکھئے: بہارِ شریعت، 3/355) اگر نہ کٹوائے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 30 صفر المظفر 1442ھ)

14 کیا گھر میں مکڑی کے جالے لڑائی کا سبب ہوتے ہیں؟

سوال: لوگ کہتے ہیں: "گھروں کی دیواروں پر لگے مکڑی کے جالے گھروں میں لڑائی کا سبب بنتے ہیں"، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: اس بارے میں اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے، میں نے ایسا کہیں نہیں پڑھا۔ یاد رہے! گھروں کی دیواروں پر لگے جالوں کو صاف نہ کرنا گناہ نہیں، مگر صاف کر دینے چاہئیں ورنہ گھر میں تنگدستی وغربت آتی ہے۔

(تعلیم المتعلم، ص 125- مدنی مذاکرہ، 13 رمضان المبارک 1441ھ)

Go To Index

دَارُالْاِفْتَاء اَہلسُنّت

مفتی فضیل رضا عطّاری*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

1 تکبیرِ قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم/قنوتِ نازلہ کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ 1 اگر نمازی وتر کی تیسری رکعت میں تکبیرِ قنوت کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے تو کیا اس کے وتر درست ہو جائیں گے، یا اس پر وتر دہرانا۔۔یا۔۔ سجدہ سہو کرنا لازم ہو گا؟

2 نیز قنوتِ نازلہ کیا ہے؟ اور کیا اس میں بھی تکبیرِ قنوت کہتے وقت ہاتھوں کو اٹھائیں گے؟ اس حوالے سے بھی رہنمائی فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1 وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے تکبیرِ قنوت کہتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھانا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ اور سجدہ سہو، نماز کا کوئی واجب سہواً (بھولے سے) ترک ہو جانے کی صورت میں واجب ہوتا ہے جبکہ نماز کا اعادہ (دہرانا) جان بوجھ کر واجب ترک کرنے یا سجدہ سہو واجب ہونے کے باوجود نہ کرنے کی صورت میں واجب ہوتا ہے، نماز کی کسی سنت کے ترک پر نہ تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور نہ نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے، البتہ ترک سنت کی وجہ سے نماز کا اعادہ مستحب ہوتا ہے چاہے سنت سہواً ترک کی ہو یا قصداً۔ یاد رہے! کہ بلاعذرِ شرعی جان بوجھ کر سنت مؤکدہ ترک کرنا اِساءت (برا عمل) ہے اور اس کے ترک کی عادت بنالینا ناجائز و گناہ ہے۔

نیز یہ بھی ذہن نشیں رہے کہ وتر کی قضا پڑھتے ہوئے لوگوں کے سامنے تکبیرِ قنوت کہتے وقت ہاتھوں کو نہیں اٹھایا جائے گا کہ اس میں گناہ (یعنی وتر قضا کرنے) کا اظہار ہے اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے، جس سے بچنا شرعاً لازم وَضروری ہے۔

2 جب مسلمانوں پر کوئی بڑا عام حادثہ آجائے تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنے کو "قنوتِ نازِلہ" کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک کسی خاص مصیبت کے موقع پر ہی فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوتِ نازِلہ پڑھنے کی اجازت ہے، عمومی حالات میں وتر کے علاوہ کسی بھی نماز میں قنوت نہیں پڑھ سکتے۔ نیز قنوتِ نازِلہ کے لیے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے، بلکہ عام مصیبت واقع ہونے پر جو دعا کی جاتی ہے وہی دعا کی جائے گی۔ مثلاً طاعون آنے پر طاعون سے نجات کی دعا کی جائے گی اور کوئی دوسری وبا آنے پر اس وبا سے نجات کی دعا کی جائے گی۔ نیز اس (یعنی قنوتِ نازلہ) میں بھی تکبیرِ قنوت کہتے وقت ہاتھوں کو اٹھائیں گے اور امام و مقتدی سب آہستہ قنوت پڑھیں گے، جس مقتدی کو قنوت یاد نہ ہو وہ آہستہ آہستہ آمین کہتا رہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

2 قرض پر نفع کا حکمِ شرعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ ہمارے بڑے بھائی کی مشاورت سے ہمارے والد صاحب نے ہم بھائیوں کو تقریباً 15 لاکھ رقم دے دی اور طے یہ پایا کہ والد صاحب کی یہ رقم ہم بھائی اپنے ذاتی ضروری کاموں میں استعمال کریں گے اور جس بھائی نے جتنی رقم لی ہے وہ اس حساب سے والد صاحب کو نفع دیتا رہے گا، پھر جب والد صاحب کو اس رقم کی ضرورت ہو گی تو انہیں یہ رقم مکمل لوٹا دیں گے۔ شرعی رہنمائی فرمادیں کہ کیا گیا یہ معاہدہ درست ہے؟ اور اب ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ نیز ابھی تک جو نفع ہم بھائی اپنے والد صاحب کو دے چکے ہیں، اس سے متعلق کیا حکمِ شرعی ہے؟ یہ نفع اس ماہانہ خرچ کے علاوہ ہے جو ہم بھائی اپنے والد صاحب کو پہلے سے دیتے آرہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ کے والد صاحب اور آپ بھائیوں کے درمیان ہونے والا یہ معاہدہ، خالص سودی معاہدہ ہے۔ کیونکہ والد صاحب نے جو رقم آپ بھائیوں کو دی ہے، اس کی شرعی حیثیت قرض کی ہے اور قرض کا اصول یہ ہے کہ جتنی رقم قرض دی ہوتی ہے، اُتنی ہی واپس لی جاتی ہے۔ اور قرض سے زیادہ لینا طے کیا جائے، تو یہ سود ہوتا ہے، جس کا لینا دینا ناجائز و حرام اور رحمتِ الٰہی سے دور لیجانے والا باعثِ لعنت کام ہے۔ لہٰذا آپ سب پر لازم ہے کہ فوراً یہ معاہدہ ختم کریں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں صدقِ دل سے توبہ کریں۔ نیز آپ کے والد صاحب اس رقم کے عوض جتنی اضافی رقم لے چکے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ یہ اضافی رقم آپ بھائیوں کو واپس کر دیں یا ثواب کی نیت کے بغیر شرعی فقیر پر صدقہ کر دیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 سنت اعتکاف بلا روزہ ادا نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا، بغیر روزہ رکھے اس کے اعتکاف میں بیٹھنے سے رمضان کے آخری عشرے کا سنت اعتکاف ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے کہ پورے علاقے میں کسی نے نہیں کیا تو سب سنت مؤکدہ چھوڑنے والے اور اساءت کے مرتکب ہوں گے اور اگر ایک شخص نے بھی کر لیا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے اور اس اعتکاف کے درست ہونے کے لیے روزہ شرط ہے لہٰذا جو شخص روزہ نہیں رکھ سکتا، اس کے بیٹھنے سے سنت اعتکاف ادا نہیں ہو گا۔

نوٹ: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ (1) واجب یعنی منت کا اعتکاف۔ (2) سنت مؤکدہ کفایہ یعنی رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف۔ ان دونوں کے لیے روزہ شرط ہے۔ (3) نفل اعتکاف کہ جو ان دو کے علاوہ ہو، اس میں روزہ شرط نہیں اور اس میں وقت کی بھی کوئی قید نہیں لہٰذا جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے لیکن مسجد کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے اعتکاف کر سکتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ جتنا وقت میسر ہو مسجد میں نفل اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیں کہ یہ بھی ایک عمدہ نیکی ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 معتکف کا فنائے مسجد میں صابن و ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سنت اعتکاف کے دوران معتکف مسجد کے وضو خانے میں صابن اور ٹوتھ پیسٹ استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ یہ وضو خانہ فنائے مسجد میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

معتکف اگر فنائے مسجد میں بلا حاجت بھی جائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا کیونکہ فنائے مسجد اس معاملہ میں حکمِ مسجد میں ہے، لہٰذا فنائے مسجد میں معتکف نے ٹوتھ پیسٹ کیا، ہاتھ، چہرہ وغیرہ دھونے کے لیے صابن استعمال کیا تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

روزہ تقویٰ کی تربیت کا عملی موقع

مولانا سید بہرام حسین عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک نے اِنسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اِنسان پر جو بھی عِبادات لازِم فرمائی گئی ہیں انہیں بجالانے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے اُن سے خود کو بچانے میں اِنسان کا اپنا ہی فائدہ اور بھلا ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اگر تم بھلائی کروگے اپنا بھلا کروگے اور بُرا کروگے تو اپنا۔[1] ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا: ﴿وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ(۶)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: ”اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔“[2]

اللہ پاک ہماری عبادات سے بے نیاز ہے، کوئی عبادت کرے یا نہ کرے اس کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ ہم عبادات کے محتاج ہیں کہ اِن کے ذَریعے ہمیں اللہ پاک کی رضا اور تقویٰ و پرہیز گاری حاصل ہوتی ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۲۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: ”اے لوگو! اپنے رَب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ اُمید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے۔“[3]

یادرکھیے! روزہ محض بھوک اور پیاس کا نام نہیں بلکہ یہ تقویٰ کی عملی تربیت کا سنہری موقع فراہم کرتا ہے۔ رمضان میں بندہ اپنی خواہشات پر قابو پاکر اپنے نفس کو اللہ پاک کے احکامات پر عمل کی مشق کرواتا ہے۔ اور مسلسل یہ کوشش اس کے اندر تقویٰ، صبر اور پرہیز گاری کے جذبات کو مضبوط کرتی ہے۔ یوں روزہ انسان کو عملی طور پر تقویٰ کی حقیقی روح سمجھنے اور اسے اپنی زندگی میں نافذ کرنے کا موقع دیتا ہے۔

روزے کی فرضیت کے ساتھ ساتھ اس کے مقصد کے بارے میں بطورِ خاص اِرشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اَگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔“[4]

اِس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر صراطُ الجنان میں ہے: روزے کا مقصد تقویٰ و پرہیز گاری کا حُصول ہے۔ روزے میں چونکہ نفس پر سختی کی جاتی ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں سے بھی روک دیا جاتا ہے تو اس سے اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق ہوتی ہے، جس سے ضبطِ نفس اور حرام سے بچنے پر قوّت حاصل ہوتی ہے اور یہی ضبطِ نفس اور خواہشات پر قابو وہ بنیادی چیز ہے جس کے ذَریعے آدمی گناہوں سے رُکتا ہے۔[5] یہی وجہ ہے کہ نکاح کی اِستطاعت نہ رکھنے والوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ وہ اپنی خواہشات پر

*رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ، ذمّہ دار شعبہ خلیفہ امیراہلِ سنت

قابو پا کر گُناہوں سے بچے رہیں۔ چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی اِستطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی اِستطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔(6)

روزہ عملی طور پر روزہ دار کی تربیَت کا سامان کرتا ہے، روزہ دار کو بھوک اور پیاس کی شدّت محسوس ہوتی ہے، اس کے سامنے طرح طرح کی کھانے پینے کی لذیذ چیزیں، ٹھنڈے اور میٹھے مشروبات موجود ہوتے ہیں مگر وہ تنہائی میں چُھپ کر بھی اِن چیزوں کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی یہ حرکت مخلوق سے تو چُھپ سکتی ہے مگر خالِق سے نہیں چُھپ سکتی، تو یہ خوفِ خُدا اور تقویٰ و پرہیزگاری کی تربیَت کا عملی موقع روزے ہی کی بَرَکت سے حاصِل ہوتا ہے۔ پھر اِس تربیَت کا اَثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اِنسان کی جَلوت اور خَلوت ایک جیسی ہو جاتی ہے، اِنسان جس طرح لوگوں کے سامنے گُناہوں سے رُکا رہتا ہے اِسی طرح تنہائی میں بھی گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ اِس ضمن میں ایک رِوایت ملاحظہ کیجئے:

چنانچہ حضرت نافِع رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ ایک سفر میں تھے راستے میں ایک جگہ ٹھہرے اور کھانے کے لیے دَسترخوان بچھایا، اتنے میں ایک چرواہا (یعنی بکریاں چرانے والا) وہاں آگیا، آپ نے فرمایا: آیئے! دَسترخوان سے کچھ لے لیجئے! اُس نے عرض کی: میرا روزہ ہے۔ حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: کیا تم اِس سخت گرمی کے دِن میں (نفل) روزہ رکھے ہوئے ہو جبکہ تم اِن پہاڑوں میں بکریاں چرا رہے ہو! اُس نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ اِس لیے کر رہا ہوں کہ زندگی کے گُزرے ہوئے دِنوں کی تلافی (یعنی بدلہ ادا) کر سکوں۔ آپ نے اُس کی پرہیزگاری کا اِمتحان لینے کے اِرادے سے فرمایا: کیا تم اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں بیچو گے؟ اس کی قیمت اور گوشت بھی تمہیں دیں گے تاکہ تم اس سے روزہ اِفطار کر سکو، اُس نے جواب دیا: یہ بکریاں میری نہیں ہیں، میرے مالِک کی ہیں۔ عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما نے آزمانے کے لیے فرمایا: مالِک سے کہہ دینا کہ بھیڑیا (Wolf) ان میں سے ایک کو لے گیا ہے۔ غلام نے کہا: تو پھر اللہ پاک کہاں ہے؟ (یعنی اللہ پاک تو دیکھ رہا ہے، وہ اس پر میری پکڑ فرمائے گا) جب آپ مدینے واپس تشریف لائے تو اُس کے مالِک سے غلام اور ساری بکریاں خرید لیں پھر چرواہے کو آزاد کر دیا اور بکریاں بھی اُسے تحفے میں دے دیں۔(7)

روزہ اِنسان کی تقویٰ و پرہیزگاری اور گناہوں سے بیزاری کی تربیَت کرتے ہوئے یوں بھی اِحساس دِلاتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں جو روزے کے علاوہ جائز تھیں مگر روزے کی حالت میں ان سے بھی منع کر دیا گیا تو وہ چیزیں جو روزے کے علاوہ بھی ہمیشہ منع ہیں (مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، گالم گلوچ، فلمیں ڈرامے، گانے باجے اور بدنگاہی وغیرہ) ان کا اِرتکاب کیسے کیا جا سکتا ہے! تو یوں اِنسان روزے کی بَرَکت سے کھانے پینے وغیرہ سے بچنے کے ساتھ ساتھ دِیگر گناہوں سے بھی خود کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

یوں ہی روزہ یہ اِحساس بھی دِلاتا ہے کہ جس طرح روزہ دار کھانے پینے کی چیزوں پر قدرت رکھنے کے باوُجود صرف اپنے رَب کے خوف سے انہیں چھوڑ دیتا ہے اِسی طرح گناہ کے اَسباب موجود ہونے کے باوجود اِنسان اپنے رَب کے خوف سے گُناہ چھوڑ دے کہ یہی حقیقی تقویٰ ہے اور اس کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو شخص کسی حرام کام پر قادِر ہو پھر اسے صرف اللہ پاک کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے تو اللہ پاک آخرت سے پہلے دُنیا ہی میں جلد اس کا ایسا بدل عطا فرماتا ہے جو اس حرام کام سے بہتر ہو۔(8)

اَلغرض روزہ ایک ایسی حالت ہے جس میں اِنسان ہر وقت عِبادت میں رہتا ہے، روزہ دار کا سحری کرنا عبادت، اِفطار کرنا عبادت یہاں تک کہ اس کا سونا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: روزہ دار کا سونا عبادت، اس کی خاموشی تسبیح کرنا، اس کی دُعا قبول اور اس کا عمل مقبول ہوتا ہے۔(9) یوں اِنسان کے متّقی اور پرہیزگار بننے میں روزے کا نمایاں کِردار ہوتا ہے۔

---

(1) پ15، بنی اسرائیل:7 (2) پ20، العنکبوت:6 (3) پ1، البقرۃ:21 (4) پ2، البقرۃ:183 (5) صراط الجنان، 1/290 (6) بخاری، 3/422، حدیث: 5066 (7) شعب الایمان، 4/329، حدیث:5291 (8) جامع الاحادیث، 9/43، حدیث: 27052 (9) شعب الایمان، 3/415، حدیث:3938۔

Go To Index

اسلام ہی کیوں؟

اسلامی معاشرہ ہی مثالی معاشرہ ہے (قسط:02)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

اللہ پاک نے اسلامی تعلیمات میں وہ جامعیّت رکھی ہے کہ صدیاں گُزر جانے کے بعد بھی مسلمان اس کے محتاج ہیں۔ ساڑھے چودہ سو سال پہلے زمین پر رہنے والے افراد کی رَہنمائی سے لے کر آج کے ترقّی یافتہ کہلانے والے زمانے تک اسلامی تعلیمات کامل و اکمل طور پر رَہبر و رَہنما ہیں۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات جس طرح صدیوں پہلے تِریاق کا کام کیا کرتی تھیں آج بھی اُسی طرح پُر اثر اور شِفا بخش ہیں۔ لوگ جیسے جیسے زمانۂ نبوّت سے دور اور قِیامت کے قریب ہوتے جارہے ہیں معاشرے میں جھوٹ، غیبت، چغلی، دوغلا پن، لعن طعن کرنا، گالم گلوچ، بلاوجہ ستانا، دل دُکھانا، بغض و عِناد، حسد، بلاوجہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں پڑنا، مسلمانوں کو حقیر سمجھنا، خود غرضی، بے راہ روی، ملاوٹ، دھوکا، فساد، لڑائی، مار کٹائی جیسی خرابیاں پروان چڑھتی چلی جارہی ہیں۔ ان خرابیوں میں بعض کا تعلّق اگرچہ فردِ واحد کے ساتھ ہے لیکن ان میں بہت سی وہ ہیں کہ جو معاشرے کے سکون، اطمینان، چین، قرار اور اَمْن و سلامتی کو تباہ و برباد کررہی ہیں۔ ایسے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اپنے پیارے دینِ اسلام کی طرف رُجوع کریں، اسلامی تعلیمات کو معاشرے میں عام کریں، اپنے خالق و مالک کے بھیجے ہوئے آفاقی اُصولوں کو اپنائیں، اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طریقوں کو حرزِ جاں بنائیں تو ہمارا معاشرہ بھی حقیقی مدنی معاشرے کی تصویر بن سکتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام جس معاشرے کو پسند کرتا اور جس کی تعلیم دیتا ہے وہ ایسا مثالی معاشرہ ہے کہ جس میں عدل و انصاف قائم ہو، لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں، سچّائی، امانت، دیانت اور تحمل و برداشت عام ہو، کمزوروں کی مدد کو دینی و اخلاقی فریضہ سمجھا جائے، اختلافِ رائے کا پوری فَراخدلی کے ساتھ احتِرام کیا جائے، بڑوں کا اَدب اور چھوٹوں پر شفقت کا معمول ہو، دینی تعلیم کا رواج ہو، اسلامی تہذیب کو شعار بنایا جائے، صفائی، نظم و ضبط اور قانون کی پاسداری معمول ہو، خاندانی نظام مضبوط ہو اور باہمی تعاون کے مواقع بھی پیدا کیے جائیں۔ ہر فرد اپنے کردار، اخلاق اور ذمّہ داریوں میں سنجیدہ ہو کر پورے معاشرے کی بھلائی میں اپنا کِردار اَدا کرے۔ نمونے کے طور پر یہاں صرف چند تعلیمات ذکر کی جاتی ہیں تاکہ ہمیں ان کی اہمیّت کا احساس ہو اور ہم

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔

Go To Index

انہیں عملی طور پر اپنانے والے بن جائیں۔

بھلا کریں مسلمانوں کا مسلمانوں کے کام آنا، کسی کی مشکل آسان کرنا، کسی کی جائز سفارش کرنا، کسی کو قرض دینا، کسی کے گھر کا سامان لا دینا، پوشیدہ طور پر کسی کی مدد کرنا وغیرہ ایسی نیکیاں ہیں جن پر اَجر و ثواب بھی ہے اور ان میں معاشرے کا حُسن و خوبصورتی بھی پوشیدہ ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور وہ اس کی پوشیدہ مدد کرے تو اللہ کریم دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا۔ [1] کسی مسافر کو لفٹ دے کر اس کے لیے آسانی کر دینا، پیٹرول ختم ہو جانے والے بائیک سوار کو ٹو (Tow) کرکے پیٹرول پمپ تک پہنچا دینا، نابینا، بُزُرگ یا بچّے کو سڑک پار کروا دینا یہ تو صرف چند مثالیں ہیں ورنہ ایسی بے شمار نیکیاں ہیں کہ جنہیں کرکے ہم نہ صرف ثواب کما سکتے ہیں بلکہ اپنے معاشرے کو امن سلامتی بھائی چارے اور خیر خواہی کا مثالی اور قابلِ تقلید نمونہ بنا سکتے ہیں۔

جائز سفارش پر ثواب اسلام تجھ پر ہماری جان قربان! کیا پاکیزہ تعلیم ہے، ایک مسلمان دوسرے کا خیر خواہ ہو، اُس کا بھلا چاہے، دوسروں کے کام آئے، کسی کے کام کو بنانے کے لیے یا کسی کو جائز نوکری پر لگوانے کے لیے، کسی کی جان بچانے کے لیے جائز سفارش کرے تو اس پر بھی اَجر پائے جیسا کہ حضرت سَمُرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سب سے افضل صدقہ زبان کا صدقہ ہے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرضوان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم زبان کا صدقہ کیا ہے؟ فرمایا: تمہاری وہ سفارش جس سے کسی قیدی کو رہائی دِلا دو، کسی کا خون گرنے سے بچا لو اور کوئی بھلائی اپنے بھائی کی طرف بڑھا دو اور اس سے کوئی مصیبت دُور کر دو۔ [2]

مسلمان فائدے میں ہے کیا بات ہے اسلام کی پیاری تعلیمات کی! ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے کام آنے کے لیے گھر سے نکل پڑا یہیں سے یہ ثواب کمانے والا ہو گیا، اب کام بنا دے تو بھی فائدہ ہی فائدہ اور اگر اپنے مسلمان بھائی کا کام تو نہ کر سکا البتہ کوشش ضَرور کی ہے تو یہ بھی رائیگاں نہیں جائے گا اس لیے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجَت رَوائی کے لیے چلتا ہے اللہ پاک ہر قدم کے بدلے اس کے نامۂ اَعمال میں ستّر نیکیاں لکھ دیتا ہے، اس کے ستّر گُناہ مُعاف کر دیتا ہے، اگر وہ حاجت اس کے ہاتھوں پوری ہو جائے تو وہ گُناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو اور اگر وہ اسی درمیان فوت ہو جائے تو بِلا حساب جنّت میں جائے گا۔ [3]

اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال معاشرے میں اُخُوّت، بھائی چارہ، سکون، چین، اطمینان لانے والے کام اللہ اور رسول کو کس قدر پسند ہیں اس روایت سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ! اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ، وَاَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ؟ یعنی اللہ کریم کو کون سے لوگ سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ اور کون سا عمل اللہ پاک کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللہِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ یعنی اللہ کریم کو سب سے محبوب وہ آدمی ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ وَاَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللہِ اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ سُرُوْرٌ تُدْخِلُہُ عَلٰی مُسْلِمٍ یعنی تو کسی مسلمان کو خوشی پہنچائے، اَوْ تَکْشِفُ عَنْہُ کُرْبَۃً یا اس کی کوئی تکلیف دُور کر دے، اَوْ تَقْضِیْ عَنْہُ دَیْنًا یا اس کا قرض ادا کر دے، اَوْ تَطْرُدُ عَنْہُ جُوْعًا یا اس کی بھوک دُور

Go To Index

کر دے، وَلَاَنْ اَمْشِیَ مَعَ اَخٍ لِیْ فِیْ حَاجَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَعْتَکِفَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ شَھْرًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ اور اگر میں اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اس کی ضَرورت پوری کرنے کے لیے چلوں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں مدینہ طیبہ کی مسجد میں ایک مہینا اعتکاف کروں، وَمَنْ کَفَّ غَضَبَہٗ سَتَرَ اللہُ عَوْرَتَہٗ اور جو آدمی اپنا غصہ روک لے اللہ پاک اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے، وَمَنْ کَظَمَ غَیْظَہٗ وَلَوْ شَاءَ اَنْ یُّمْضِیَہٗ اَمْضَاہُ مَلَاَ اللہُ قَلْبَہٗ رَجَاءً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اور جو کوئی اپنے غصّے کو پی لے جبکہ اُسے نافذ کر سکتا تھا تو اللہ پاک قِیامت کے دن اس کا دل اُمّید سے بھر دے گا، وَمَنْ مَشٰی مَعَ اَخِیْہِ فِیْ حَاجَۃٍ حَتّٰی یُثَبِّتَھَا لَہٗ ثَبَّتَ اللہُ قَدَمَہٗ یَوْمَ تَزُوْلُ الْاَقْدَامُ اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی ضَرورت پوری کرنے اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ اس کا کام پورا کر دیا، تو قِیامت کے دن جب قدم ڈگمگا جائیں گے اللہ پاک اس کے قدموں کو مضبوطی عطا فرمائے گا۔(4)

کیا ہر کام میں مدد کریں؟ اسلامی تعلیمات میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے اَجر و ثواب کو جان کر ذہن بنتا ہے کہ مسلمانوں کی مدد کی جائے تا کہ معاشرے میں باہمی اُلفت و محبّت کی فضا قائم ہو، لیکن کیا ہر کام میں ہر کسی کی مدد کرنی چاہیے؟ یہ جاننا بے حد ضَروری ہے کہاں مدد کرنی ہے اور کس کام میں مدد گار نہیں بننا اس تقسیم کو اللہ کریم یوں بیان فرماتا ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گُناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔(5) سبحٰن اللہ! یہ آیتِ کریمہ اپنی معنوی وُسعت اور جامعیّت میں اپنی مثال آپ ہے، کیونکہ اس میں تعاون کرنے اور نہ کرنے کا ایک معیار مقرّر کر دیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں ”نیکی اور پرہیز گاری“ کے کاموں میں باہمی مدد کرنے کی ترغیب ہے اس تعاون کا دائرہ کار بہت وسیع ہے جس میں علمِ دین کی اشاعت، دین کی تعلیم و تربیَت، دعوتِ اسلام کی ترویج، خیر کے کاموں میں مالی اور عملی مدد، اصلاحِ معاشرہ کی کوششیں اور فلاحِ عامہ کی سرگرمیاں سب شامل ہیں۔ علمِ دین کی خدمت، درس و تدریس، دینی کتابت اور اسلامی تعلیمات کو دنیا تک پہنچانے کے لیے باہمی تعاون اسی قراٰنی حکم پر عمل کی بہترین مثالیں ہیں۔ اسی طرح نیکی کا حکم دینا، بُرائی سے روکنا، اخلاقی و فکری بگاڑ کی اصلاح کی کوشش کرنا اور معاشرتی فلاح کے منصوبوں میں شرکت کرنا سب ”نیکی اور پرہیز گاری میں تعاون“ کے روشن نمونے ہیں۔

آیت کے دوسرے حصّے میں ”گُناہ اور زیادتی“ کے کاموں میں باہمی تعاون کو بالکل ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ہر وہ کام جس میں گُناہ اور ظُلم و زیادتی کا پہلو پایا جائے اس میں مدد گار بننا، تعاون کرنا اپنے آپ کو جہنّم میں جھونکنے کے مُترادِف ہے، اسی ممانعت میں ہر وہ چیز آتی ہے جو ظلم، فساد، دھوکا، فریب، حق تلفی، رشوت لے کر فیصلے بدل دینا، جھوٹی گواہیاں دینا، کسی بے قُصور کو ظلم کا نشانہ بنانا، ظالموں کی مدد کرنا، ناجائز و حرام کاروبار کا حصّہ بننا، برائی کے مراکز میں ملازمت اختیار کرنا یا ایسی سرگرمیوں کا حصّہ بننا جن سے دین اور معاشرے کو نقصان پہنچے، لہٰذا ضَروری ہے کہ مسلمان قراٰن کے اس بنیادی اُصول کو اپنا شعار بنائیں، نیکی اور تقویٰ میں باہمی تعاون کو مضبوط کریں اور گُناہ اور زیادتی کے ہر راستے سے دور رہیں۔ یہی وہ اُصول ہے جو فرد کو صالح، معاشرے کو مضبوط اور اُمّت کو باوقار بناتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کہ اسی میں دنیا کی ترقّی، بھلائی اور سکون و اطمینان پوشیدہ ہے اور اسی میں آخرت کی کامیابی کا راز ہے۔

(1) مجمع الزوائد، 7/527، حدیث: 12139 (2) شعب الایمان، 6/124، حدیث: 7683 (3) الترغیب والترہیب، 3/317، حدیث: 4022 (4) معجم صغیر، 2/106، حدیث: 861 (5) پ6، المآئدۃ: 2۔

پوچھ کر دیکھ لیجیے

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

بیرونِ ملک مقیم ایک شخص نے بتایا کہ میں منہ اندھیرے چلنے والی ٹرین سے اپنی نوکری پر جایا کرتا تھا۔ ٹرین میں صبح صبح تمام مسافروں کو ایک ایک کپ چائے پیش کی جاتی تھی۔ ایک دن مجھے چائے کی مزید طلب ہوئی تو میں نے ساتھ بیٹھے آدمی سے پوچھا: کیا آپ اور چائے پئیں گے؟ اس کا جواب تھا کہ آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے، ٹرین والے ہر مسافر کو ایک ہی کپ چائے کا دیتے ہیں۔ اس کے جارحانہ جواب سے میں بدمزہ تو ہوا لیکن میں نے پوچھ کر دیکھنے کا فیصلہ کیا اور ویٹر کو بلا کر پوچھا: ایک کپ چائے اور مل سکتی ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! اور میرے لیے گرما گرم چائے لے آیا۔ اب میں نے ساتھ والے آدمی کو دوبارہ چائے کی دعوت دی تو وہ شرمندہ سا ہو کر بولا: نہیں! میرا موڈ نہیں ہے۔

اس دنیا میں ہمارے بہت سے کام ایک دوسرے پر موقوف ہوتے ہیں جیسے اسٹوڈنٹ اور ٹیچر، اولاد اور والدین، دکاندار اور خریدار، افسر اور ملازم وغیرہ کو ایک دوسرے سے کام پڑتا رہتا ہے۔ جب ہمیں کسی سے کام پڑتا ہے تو تین قسم کے خیالات ہمارے ذہن میں ہوتے ہیں؛ 1 یہ ہمارا کام کر دے گا یعنی 100 فیصد چانس 2 پتا نہیں کہ یہ ہمارا کام کرے گا یا نہیں؟ ففٹی ففٹی چانس 3 یہ کبھی ہمارا کام نہیں کرے گا (زیرو چانس)۔ تیسری صورت میں ہم ایسے شخص کو کام ہی نہیں کہتے حالانکہ پوچھ لینے میں حرج نہیں کہ کیا آپ میرا یہ کام کر دیں گے؟ یا یہ کام ہو سکتا ہے؟ یاد رکھیے یہ امکانات کی دنیا ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ کا کام ہو جائے۔

چند مثالیں ❁ اسٹوڈنٹ کو کلاس میں سبق سمجھ نہ آئے تو اپنا یہ ذہن نہ بنائے کہ میرے ٹیچر بہت مصروف شخص ہیں، یہ کہاں مجھے الگ سے سبق سمجھائیں گے، بلکہ پوچھ کر دیکھ لے، عین ممکن ہے کہ بیزی ہونے کے باوجود ٹیچر اس پر شفقت کریں اور الگ سے سبق سمجھا دیں۔ ❁ بچے کو دوستوں کے ساتھ کسی جگہ جانا ہو، کچھ اسپیشل کھانا ہو یا روٹین سے ہٹ کر کوئی چیز خریدنی ہو تو وہ اپنے ابو یا امی سے اجازت لینے سے یہ سوچ کر گھبراتا ہے کہ میرے والدین بہت سخت ہیں وہ کبھی اجازت نہیں دیں گے تو والدین سے مہذب انداز میں پوچھ کر دیکھ لے، ہو سکتا ہے کہ والدین لچک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے مطلوبہ کام کی اجازت دے دیں۔ ❁ دکاندار جب خریدار کو کسی چیز کی قیمت بتا کر کہتا ہے کہ یہ فائنل ریٹ ہے تو خریدار اس چیز کو خریدنے کا ارادہ ہی ترک کر دیتا ہے حالانکہ اسے چاہیے کہ پوچھ کر دیکھ لے کہ کچھ گنجائش نکل سکتی ہے؟ تو اکثر گنجائش نکل ہی آتی ہے۔ اسی طرح ہم کچھ لوگوں کو نمازِ باجماعت پڑھنے، روزہ رکھنے، دعوتِ اسلامی کے قافلوں میں سفر کرنے، اجتماعات میں شریک ہونے کی دعوت دینے سے یہ سوچ کر کتراجاتے ہیں کہ یہ کہاں ہماری بات مانے گا؟ لیکن ایسے سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات ریکارڈ پر ہیں کہ جب مبلغینِ دعوتِ اسلامی نے ایسوں کو نرمی سے دعوت دی تو انہوں نے اس پر لبیک کہا اور بتدریج دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں شامل ہو گئے۔ بہر حال! اس طرح کی سینکڑوں مثالیں معاملاتِ حیات میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

اعتکاف کی روحانیت میں رکاوٹیں اور ان کا حل

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

اللہ پاک نے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کی سنتِ مبارکہ کو امتِ محمدیہ کے لیے خاص تحفہ بنایا ہے۔ یہ وہ مبارک ایام ہیں جب بندہ دنیا کی ہر مصروفیت سے الگ ہو کر اپنے ربِّ کریم کے گھر میں قیام کرتا ہے، اس کی رضا کی تلاش میں راتیں گزارتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے نیا انسان بن کر نکلتا ہے۔ اعتکاف محض مسجد میں بیٹھنے کا نام نہیں بلکہ یہ روحانی تربیت کا ایک عملی مرحلہ ہے، یہ نفس کی اصلاح کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ پاک سے تعلق مضبوط کرنے کا سنہری موقع ہے۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہر سال اعتکاف فرمایا اور اس کی فضیلت و عظمت کو واضح فرمایا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اعتکاف کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ سارا سال اس کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ یہ وہ مبارک ایام ہیں جن میں شب قدر کی تلاش کی جاتی ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اعتکاف کے مقاصد 1 اعتکاف کا ایک مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے خالقِ حقیقی سے اپنا ٹوٹا ہوا تعلق دوبارہ مضبوط کرے۔ سارا سال ہم دنیا کی بھاگ دوڑ میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ اللہ پاک کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ نماز بھی ادا کرتے ہیں تو دل کہیں اور لگا ہوتا ہے۔ قراٰن پاک کی تلاوت بھی کرتے ہیں تو صرف زبان حرکت کر رہی ہوتی ہے، دل اس میں کم ہی شامل ہوتا ہے۔

2 اعتکاف میں جب بندہ دس دن کے لیے دنیا سے کٹ جاتا ہے تو اسے اپنے رب کو پکارنے کا موقع ملتا ہے۔ تہجد کی نماز میں اللہ پاک کے حضور گریہ وزاری کا موقع ملتا ہے۔ قراٰن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے معانی پر غور کرنے کا وقت ملتا ہے۔ ذکر و اذکار میں مشغول ہو کر دل کو پاکیزگی ملتی ہے۔

3 اعتکاف نفس کی تربیت کا سنہری موقع ہے۔ جب انسان دس دن کے لیے دنیاوی آسائشوں سے دور ہو جاتا ہے، آرام دہ بستر چھوڑ کر مسجد کے فرش پر سونے لگتا ہے، سادہ کھانے پر قناعت کرتا ہے تو اس کا نفس تربیت پاتا ہے۔ نفس کو سمجھ آجاتی ہے کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے اور یہ دنیا تو چند روزہ ہے۔

4 اعتکاف میں بندہ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا سیکھتا ہے۔ فضول باتوں سے بچنا سیکھتا ہے۔ غیبت، چغلی، جھوٹ اور زبان کے دیگر گناہوں سے محفوظ رہنے کی مشق کرتا ہے۔ آنکھوں کو نامحرم سے بچانے کی عادت پڑتی ہے۔ یہ دس دن نفس کی ایسی تربیت کے ہیں کہ اگر صحیح طریقے سے گزارے جائیں تو انسان نیا انسان بن کر نکلتا ہے۔

5 رمضان المبارک گناہوں کی معافی کا مہینا بھی ہے اور اعتکاف اس معافی کو حاصل کرنے کا خاص ذریعہ ہے۔ جب

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فِل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

بندہ مسجد میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کا محاسبہ کرتا ہے، اپنی غلطیوں کو یاد کرتا ہے اور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

6 اعتکاف میں انسان کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا جائزہ لے۔ دیکھے کہ کن کن گناہوں میں مبتلا رہا ہے۔ کن لوگوں کے حقوق غصب کیے ہیں۔ کن سے معافی مانگنی ہے۔ اور آئندہ کی زندگی کو کیسے بہتر بنانا ہے۔ یہ خلوت نشینی اور تنہائی انسان کو اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتی ہے۔

7 اعتکاف کا ایک اہم مقصد شبِ قدر کی تلاش ہے۔ یہ وہ رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اس رات کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(بخاری، 1/661، حدیث:2018)

افسوسناک حقیقت: مقاصد کا حصول کیوں نہیں ہوتا؟ افسوس کہ آج بہت سے لوگ اعتکاف تو کرتے ہیں لیکن اعتکاف کے اصل مقاصد حاصل نہیں کر پاتے۔ دس دن مسجد میں گزار دیتے ہیں لیکن دل میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ زندگی میں کوئی اصلاح نہیں ہوتی۔ اعتکاف سے پہلے جیسے تھے اعتکاف کے بعد بھی ویسے ہی رہتے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟ آیئے تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں:

موبائل فون کا بے دریغ استعمال: آج کے دور کی سب سے بڑی آفت موبائل فون کا بے ضرورت و بلاجواز استعمال ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس نے انسان کو اللہ پاک سے دور کر دیا ہے۔ اعتکاف میں بھی اکثر لوگ اپنا موبائل ساتھ رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اسے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کوئی ہر تھوڑی دیر بعد واٹس ایپ چیک کر رہا ہے۔ کوئی فیس بک اسکرول کر رہا ہے۔ کوئی یوٹیوب پر ویڈیوز دیکھ رہا ہے۔

موبائل فون کی وجہ سے اعتکاف کے قیمتی لمحات ضائع ہو جاتے ہیں۔ جو وقت قراٰنِ پاک کی تلاوت میں گزرنا چاہیے وہ موبائل پر فضول باتیں کرنے میں گزر جاتا ہے۔ جو وقت ذکر و اذکار میں گزرنا چاہیے وہ سوشل میڈیا پر ضائع ہو جاتا ہے۔

دوستوں سے خوش گپیاں اور فضول باتیں: اعتکاف میں کئی لوگ ملاقات کے لیے آنے والے اپنے دوستوں یا رشتے داروں کے ساتھ گروپ بنا کر بیٹھتے ہیں۔ اور پھر سارا وقت فضول باتوں میں گزر جاتا ہے۔ دنیا بھر کی باتیں، سیاست کی باتیں، کاروبار کی باتیں، کرکٹ کی باتیں۔ جیسے کوئی پارٹی میں بیٹھے ہیں۔ یہ ملاقاتیں معتکف کے قیمتی وقت کو ضائع کرتی ہیں اور اس کی توجہ عبادت سے ہٹا دیتی ہیں۔ یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ اعتکاف میں ہر بات کا حساب ہو گا۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جو مسجد میں دنیا کی بات کرے، اللہ پاک اس کے 40 برس کے عمل اکارت فرما دے۔ (فتاویٰ رضویہ، 16/311)

کھانوں کی فکر اور منصوبے: بعض لوگوں کی پوری توجہ کھانوں پر رہتی ہے۔ سحری میں کیا کھایا جائے، افطار میں کیا کھایا جائے۔ دوست باہر سے کباب سموسے لے آتے ہیں تو کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ گویا اعتکاف میں آنے کا مقصد ہی کھانا پینا ہے۔ اعتکاف میں تو کھانے کی طرف کم توجہ دینی چاہیے۔ جو کچھ مل جائے اسی پر قناعت کرنی چاہیے۔ نفس کو تربیت دینی چاہیے کہ دنیا کی لذتوں کی ضرورت نہیں۔

گھر والوں سے رابطے اور مطالبے: بعض لوگ اعتکاف میں تو بیٹھے ہوتے ہیں لیکن گھر والوں سے ہر وقت غیر ضروری رابطے میں رہتے ہیں۔ دن میں کئی بار فون کرتے ہیں۔ گھر کے معاملات میں ہدایات دیتے رہتے ہیں۔ اہلِ خانہ کو کام بتاتے رہتے ہیں۔ بعض تو گھر والوں سے مطالبے بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ چیز لے آؤ، وہ چیز لے آؤ۔ فلاں کھانا بھجوا دو، فلاں کپڑے بھجوا دو۔ اعتکاف میں بیٹھے ہیں لیکن ذہن پوری طرح گھر میں لگا ہوا ہے۔ اعتکاف کا مقصد ہی یہ ہے کہ دنیاوی معاملات سے الگ ہو جائیں اور صرف اللہ پاک کی طرف متوجہ ہوں۔ لیکن جب

گھر والوں سے غیر ضروری رابطے میں رہیں گے تو یہ مقصد کیسے حاصل ہو گا؟

نیند اور سستی کا غلبہ: بعض لوگ اعتکاف میں سارا دن بھی سوتے رہتے ہیں۔ رات کو تہجد کے وقت بھی نہیں اٹھتے۔ نماز کے بعد فوراً سو جاتے ہیں۔ گویا اعتکاف ان کے لیے آرام اور نیند کا موقع بن گیا ہے۔ یہ اعتکاف کے مقصد کے بالکل خلاف ہے۔ اعتکاف میں تو رات کو زیادہ عبادت کرنی چاہیے اور دن میں بھی عبادت، ذکر، تلاوت میں مصروف رہنا چاہیے۔ ضرورت کے مطابق نیند لی جا سکتی ہے لیکن زیادہ تر وقت عبادت میں گزرنا چاہیے۔

اعتکاف کے رُوحانی فوائد کیسے حاصل کریں؟

اب سوال یہ ہے کہ ان رکاوٹوں کو کیسے دور کریں اور اعتکاف کے حقیقی فوائد کیسے حاصل کریں؟ آیئے عملی تجاویز پر نظر ڈالتے ہیں:

- اعتکاف میں داخل ہوتے وقت یہ عہد کر لیں کہ دس دن موبائل استعمال نہیں کریں گے۔ اگر کسی انتہائی ضروری بات کے لیے گھر والوں سے رابطہ کرنا ضروری ہو تو کر لیں لیکن صرف ضرورت کی حد تک ہی کریں۔
- اعتکاف میں دوستوں کے گروپ سے الگ رہیں۔ فضول باتوں سے پرہیز کریں۔ جب بھی بات کرنی ہو تو ضرورت کی بات کریں اور وہ بھی آہستہ آواز میں۔
- اعتکاف سے پہلے ایک ہدف بنالیں کہ دس دن میں کیا کرنا ہے۔ کتنی بار قراٰن ختم کرنا ہے؟ کون کون سی دعائیں یاد کرنی ہیں؟ کون سی کتاب پڑھنی ہے؟ کتنے نوافل پڑھنے ہیں؟
- یہ ہدف لکھ لیں اور ہر روز اس پر عمل کریں۔ رات کو سونے سے پہلے دیکھیں کہ آج کا منصوبہ کتنا پورا ہوا۔ کل کیا کرنا ہے۔ اس طرح وقت کا صحیح استعمال ہو گا اور برکت نصیب ہو گی۔
- دعوتِ اسلامی کے اعتکاف میں جو بھی مدنی مذاکرہ، درس یا بیان ہو اس میں ضرور شرکت کریں۔ بلکہ پہلی صف میں بیٹھ کر توجہ سے سنیں۔ نوٹس بنائیں۔ جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں بعد میں پوچھ لیں۔
- اعتکاف کی برکت رات کی عبادت میں بھی ہے۔ خاص طور پر تہجد کی نماز کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔ ہر رات تہجد کے لیے ضرور اٹھیں۔ قراٰن پاک کی تلاوت کریں۔ دعائیں مانگیں۔
- آخری عشرے کی طاق راتوں میں تو پوری رات جاگیں۔ یہ سمجھ کر عبادت کریں کہ شاید یہی شبِ قدر ہو۔ اگر واقعی شبِ قدر مل گئی تو پوری زندگی کامیاب ہو جائے گی۔
- اعتکاف میں یہ بھی سوچیں کہ اعتکاف کے بعد کی زندگی کیسے گزارنی ہے۔ اپنے اخلاق کیسے بہتر بنانے ہیں۔ یہ سب لکھ لیں اور عہد کریں کہ اعتکاف کے بعد اس پر عمل کریں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اعتکاف محض مسجد میں بیٹھنے کا نام نہیں بلکہ یہ روحانی تربیت کا ایک مکمل اور جامع نظام ہے، اور دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام ہونے والے اجتماعی اعتکاف میں اسی جامع تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس مبارک اعتکاف میں باقاعدہ جدولِ وقت کے مطابق تہجد کے لیے بیداری کا اہتمام ہوتا ہے، نمازوں میں سنتوں اور نوافل کی پابندی کا ذہن دیا جاتا ہے، تلاوتِ قراٰنِ پاک کی تعلیم دی جاتی ہے، نماز، طہارت، روزہ اور دیگر ضروری شرعی مسائل کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے، اخلاقیات اور دیگر کئی اہم اسلامی پہلوؤں پر بیانات اور مدنی حلقے منعقد ہوتے ہیں، اور خاص طور پر روزانہ بعدِ عصر اور بعدِ تراویح شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کا مدنی مذاکرہ ہوتا ہے جس میں مختلف دینی سوالات کے شافی جوابات ملتے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی دعوتِ اسلامی کے اجتماعی اعتکاف میں شرکت کریں اور اپنی دینی و روحانی زندگی کو سنوارنے کا یہ سنہری موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ پاک ہم سب کو اعتکاف کی صحیح معنوں میں سعادت نصیب فرمائے اور ہمیں اس کے تمام فوائد و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

(دوسری اور آخری قسط)

اِسلام کا نظامِ مُواخات

مولانا فرمان علی عطّاری مَدَنی*

اسلام ہمیں عبادت کے ساتھ ساتھ ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کا بھی درس دیتا ہے۔ اسلامی بھائی چارہ ایک ایسی نعمت ہے جو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہے۔ آیئے! اسلامی بھائی چارے کے چند فوائد ملاحظہ کیجیے:

1 محبت پیدا ہوتی ہے اسلامی بھائی چارے سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت پیدا ہوتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔[1]

2 معاشرتی ہم آہنگی بھائی چارے کے قیام سے معاشرے میں اتحاد، اتفاق اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے جو ایک پرامن معاشرے کی بنیاد ہے۔ آپ نے موٹے موٹے رسّے دیکھے ہوں گے جو باریک باریک کمزور دھاگوں کے اتحاد کا نتیجہ ہوتے ہیں، ایک اکیلا دھاگا اتنا کمزور ہوتا ہے کہ چھوٹا سا بچہ بھی اُسے باآسانی توڑ سکتا ہے، مگر جب کئی کمزور دھاگے آپس میں متحد ہوجاتے ہیں تو ایک مضبوط رسّے کی صورت اختیار کرلیتے ہیں جو بڑے بڑے بحری جہازوں کو پانی کے شدید زور میں بھی روک سکتا ہے۔

3 مدد و تعاون کا جذبہ بھائی چارے سے دوسروں کی مدد اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان بھائی کسی مشکل میں ہے تو اس کا دوسرا اسلامی بھائی اپنی استطاعت کے مطابق مدد کرتا ہے اور اس میں اللہ پاک کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔[2]

4 نفرت اور عداوت کا خاتمہ بھائی چارے کی برکت سے وہ چیزیں جن سے نفرت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے مثلاً حسد، بغض، غیبت وغیرہ برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور نفرت ختم ہوتی ہے نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: آپس میں حَسَد نہ کرو، آپس میں بُغض وعَداوَت نہ رکھو، پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی بیان نہ کرو اور اے اللہ پاک کے بندو! بھائی بھائی ہوجاؤ۔[3]

5 اللہ کی محبت اور رحمت کا ذریعہ بھائی چارہ قائم کرنے والوں کے لیے اللہ پاک کی رضا کا حصول اور اس کی خاص رحمت کے نزول کا حق حاصل ہوتا ہے۔ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے رب کا فرمان بیان فرمایا: میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی جو میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے، ایک دوسرے پر خرچ کرتے اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔[4]

6 آخرت میں مقام بلند ہوگا قیامت کے دن ایسے لوگ جو بھائی چارے، محبت اور خلوص کے ساتھ زندگی گزاریں

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

گے، انہیں خاص مقام عطا کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میری عظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے آج کہاں ہیں؟ میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں، کیونکہ آج میرے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہے۔[5]

7 حُبِّ مال کی جگہ ایثار کی نعمت ملتی ہے بھائی چارے کی برکت سے دلوں سے مال کی محبت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایثار کی عظیم دولت نصیب ہوتی ہے۔ یہ محض ایک سماجی رشتہ نہیں، بلکہ ایمان کی بنیاد پر قائم ایسا تعلق ہے جو انسان کو اپنی ضروریات پر دوسرے کو ترجیح دینے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔ یہی جذبہ ایک مثالی، باہمی ہمدردی اور قربانی پر مبنی معاشرہ تشکیل دیتا ہے، جہاں افراد خود غرضی سے بالاتر ہو کر دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتے ہیں۔

اللہ کے لیے محبت کا انعام (حکایت)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کے لئے دوسری بستی میں گیا۔ اللہ کریم نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بھیجا جس نے اس سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا: اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے، اس سے ملنے جارہا ہوں۔ فرشتے نے دریافت کیا: کیا تم نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے وصول کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں اللہ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تمہارے پاس اللہ کا یہ پیغام لایا ہوں کہ جس طرح تم اس سے محبت کرتے ہو، اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتا ہے۔[6]

ایثار کی انتہا

صوفیا کی ایک جماعت کو کسی خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ان کی گردنیں اڑانے کا حکم جاری کر دیا، ان میں حضرت سیّدُنا ابو حسین احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہِ علیہ بھی تھے۔ آپ فوراً جلّاد کی طرف لپکے تا کہ سب سے پہلے قتل کئے جائیں۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: "میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی اپنے بھائیوں کی زندگی کو خود پر ترجیح دوں۔" آپ کا یہ فرمانا سب کی نجات کا سبب بن گیا۔[7]

بکری کا سر سات گھروں کا مہمان

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اصحاب میں سے کسی کو بکری کا سر ہدیہ دیا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر کہ "میرا فلاں بھائی اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے" وہ سری ان کی طرف بھیج دی، انہوں نے بھی یہی خیال کر کے آگے بھیج دی، اس طرح وہ سر ایک سے دوسرے کو بھیجا جاتا رہا حتیٰ کہ سات ہاتھوں سے گزر کر واپس پہلے صحابی کی طرف لوٹ آیا۔[8]

آج کے دور میں مواخات کی ضرورت

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو "مواخات" قائم کی وہ اسلامی معاشرت کی ایک عظیم مثال ہے۔ اس مواخات کا مقصد محض مہاجرین کی رہائش یا ان کی مالی مدد نہیں تھا بلکہ آپس میں ان کے دلوں کو جوڑنا اور ایک دوسرے کا سچا خیر خواہ بنانا تھا۔ مگر افسوس! آج ہم نے اس عظیم ضرورت و مقصد کو فراموش کر دیا ہے۔

آج ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ گھر گھر جھگڑے، بھائی بھائی سے ناراض اور رشتہ دار ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے۔ معمولی باتوں پر برسوں پرانی دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ایک ہی ادارے، شعبے یا گھر میں رہ کر بھی ہم ایک دوسرے کے دکھ درد کا احساس نہیں کرتے۔ ہمارے دل بغض، حسد اور نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم دوسروں سے رحم، عزت اور شفقت کی توقع تو رکھتے ہیں لیکن خود چھوٹی چھوٹی رنجشوں پر تعلقات ختم کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان آج کمزور، منتشر اور اغیار کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ اگر ہم اخوت و بھائی چارے کو فروغ دیتے، ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے اور مفاد پرستی چھوڑ کر خلوصِ دل سے محبت

Go To Index

کرتے تو شاید ہماری حالت مختلف ہوتی۔ افسوس کہ آج محبت بھی مفاد سے مشروط ہو چکی ہے۔

ذیل میں ایسے ہی چند اسلامی اصول اور طریقے بیان کیے جارہے ہیں، جو نہ صرف مسلمانوں کے درمیان محبت اور الفت پیدا کرتے ہیں، بلکہ بھائی چارے کو بھی فروغ دیتے ہیں جو ایک مضبوط امت کی بنیاد ہے۔

1 سلام کو عام کرنا بھائی چارے اور محبت بڑھانے کا ایک طریقہ ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کرنا بھی ہے، چاہے ہم اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں حدیث پاک میں ہے: تم جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور تم مومن نہ بنوگے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اسے کرو تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے؟ (وہ ہے) سلام کو عام کرنا۔[9]

2 آپس میں تحفے دینا بھائی چارہ اور محبت کو فروغ دینے کے لیے تحفے کا لین دین رکھیے کہ اس سے دل صاف ہوتا ہے حدیث پاک میں ہے: تَهَادَوْا تَحَابُّوا یعنی آپس میں تحفے دو کہ اس سے محبت پیدا ہوگی۔[10]

3 مسلمانوں کے عذر کو قبول کرنا اگر کوئی مسلمان بھائی غلطی کرے اور پھر اس غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معذرت کرے تو اس کا عذر قبول کرنا چاہیے کہ اس سے دل کی کدورت دور ہوتی ہے۔

4 حسنِ اخلاق اختیار کرنا خوش اخلاقی اور نرم مزاجی بھی محبت بڑھانے اور سامنے والے کا دل جیتنے کا سبب اور ایک اچھے انسان کی علامت ہے حدیث پاک میں ہے: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔[11]

5 خوشی غمی میں شرکت کرنا کسی بیمار کی عیادت یا اپنے مسلمان بھائی کی خوشی غمی میں اس کا شریک ہونا بھی بھائی چارے اور محبت میں اضافے کا ایک سبب ہے۔ حدیث پاک میں ہے: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چننے میں رہا۔[12] جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اسے مصیبت زدہ کے برابر اجر ملے گا۔[13]

6 خلوص سے خیر خواہی کرنا اپنے مسلمان بھائی کی بہتری چاہنا، کسی برائی میں ملوث دیکھ کر اس کی اصلاح کرنا اور اسے اچھا مشورہ دینا خیر خواہی ہے جو دلوں میں ایک دوسرے کے لیے اعتماد اور محبت پیدا کرتی ہے۔

7 حوصلہ افزائی کرنا اپنے بھائی کے کسی اچھے کارنامے یا اس کی قابلیت و صلاحیت کو سراہنا اور حوصلہ افزائی کرنا بھی آپس کی محبت کو بڑھانے کا ایک طریقہ ہے۔

اللہ پاک ہم مسلمانوں کو اتفاق، اتحاد، اخوت و محبت سے رہنے اور ایک دوسرے کی مشکل وقت میں مدد کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص51، حدیث: 194 (2) مسلم، ص1110، حدیث: 6853 (3) بخاری، 4/117، حدیث: 6066 (4) مسند احمد، 8/421، حدیث: 22847 (5) مسلم، ص1065، حدیث: 6548 (6) مسلم، ص1065، حدیث: 6549 (7) احیاء العلوم الدین 2/216 (8) احیاء العلوم الدین 2/217 (9) مسلم، ص51، حدیث: 194 (10) مؤطا امام مالک، 2/407، رقم: 1731 (11) بخاری، 2/489 حدیث: 3559 (12) مسلم، ص1066، حدیث: 6554 (13) ترمذی، 2/338، حدیث: 1075۔

جملے تلاش کیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دسمبر 2025ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: محمد علی (گجرات)، عبد الباسط (کراچی)، بنتِ شاہ فیس (کوہاٹ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات 1 معراج سے واپسی پر قافلوں کی خبر، ص54 2 سچ نے بچا لیا، ص55 3 حیادار بنیئے، ص52 4 کیا آپ بچوں کی سنتے ہیں؟، ص59 5 حروف ملائیے، ص58۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام بنتِ صادق (کراچی) بنتِ معین الدین (بہاولپور) بنتِ فردوس (فیصل آباد) ربیع (کراچی) محمد حبان (ملتان) محمد ہلال رضا عطاری (کراچی) محمد مہتاب (ڈسکہ) بنتِ شکیل رضا (گوجرانوالہ) محمد باسل رضا (لاہور) غلام حسن (حافظ آباد) بنتِ حافظ محمد سلیم (ملتان) بنتِ محمد مشتاق (قصور)۔

Go To Index

بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطاری مدنی*

باتوں سے خوشبو آئے

بڑا بہادر

خواہشات کو قابو کرنے والا تنِ تنہا شہر فتح کرنے والے سے بڑا فاتح ہے۔(ارشادِ منصور بن عمار مَروزی رحمۃُ اللہِ علیہ)

(الکواکب الدُّرّیہ، 1/721)

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی

آدابِ محبّت لوگوں کے سکھانے سے نہیں آتے بلکہ یہ تو اللہ پاک کا خاص عطیہ ہے۔(ارشادِ معروف بن فیروز کَرخی رحمۃُ اللہِ علیہ)(الکواکب الدُّرّیہ، 1/717)

ہر صورت میں حُقوق کا خیال رکھو

اپنے بھائی کی مروّت پر بھروسا کرکے اس کے حُقوق میں کوتاہی مت برتو۔(ارشادِ امام شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ)

(الکواکب الدُّرّیہ، 1/705)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

خیر و شر کی جمہوری مخالفت ان کی اصل نہیں بدلتی

پسندیدہ چیز پسندیدہ ہی رہے گی چاہے لوگ اسے ناپسند کریں اور ناپسندیدہ چیز ناپسندیدہ ہی رہے گی چاہے سب لوگ اس میں مبتلا ہوں۔(فتاویٰ رضویہ، 28/55)

دل کی ضد قبولِ حق کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے

دل میں جب کوئی بات سَما جاتی ہے تو آدمی اپنی عادتِ جاریہ کے خلاف کچھ قبول ہی نہیں کرتا۔ اگر کوئی بات اس کے خلاف پڑھتا ہے تو حلق کے نیچے نہیں اُترتی اور سُنتا ہے تو کان سے آگے نہیں بڑھتی جبکہ لوگوں کو اس ہٹ دھرمی کا حُکم نہیں دیا گیا ہے۔(فتاویٰ رضویہ، 28/57)

تقاضائے محبّت

مقتضائے محبّت اتّباع و تصدیق ہے نہ کہ نزاع و تکذیب۔

(فتاویٰ رضویہ، 28/401)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن

قانون کو فوقیّت دیجئے

اگر واقعی کوئی چور ہاتھ آگیا ہے تب بھی قانون ہاتھ میں لینے کے بجائے اسے قانون کے حوالے کر دینا چاہیے۔

(مدنی مذاکرہ، 6 ربیع الآخر 1442ھ)

وقت ہر غم کا مرہم ہے

غم آہستہ آہستہ مدھم ہو جاتا ہے اور بندہ Normal Life میں آجاتا ہے، کیونکہ حالات کے ساتھ صُلح کرنی پڑتی ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 13 ربیع الآخر 1442ھ)

نیک صحبت ذوقِ عِبادت کی ناشی ہے

اگر کوئی مخلص، نیک اور عاشقِ رسول بندہ مل جائے تو اُس کی صحبت دونوں جہاں کے لیے سَعادت ہے کیونکہ اس کی صحبت سے عِبادت کا شوق پیدا ہو جائے گا۔

(مدنی مذاکرہ، 6 ربیع الآخر 1442ھ)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

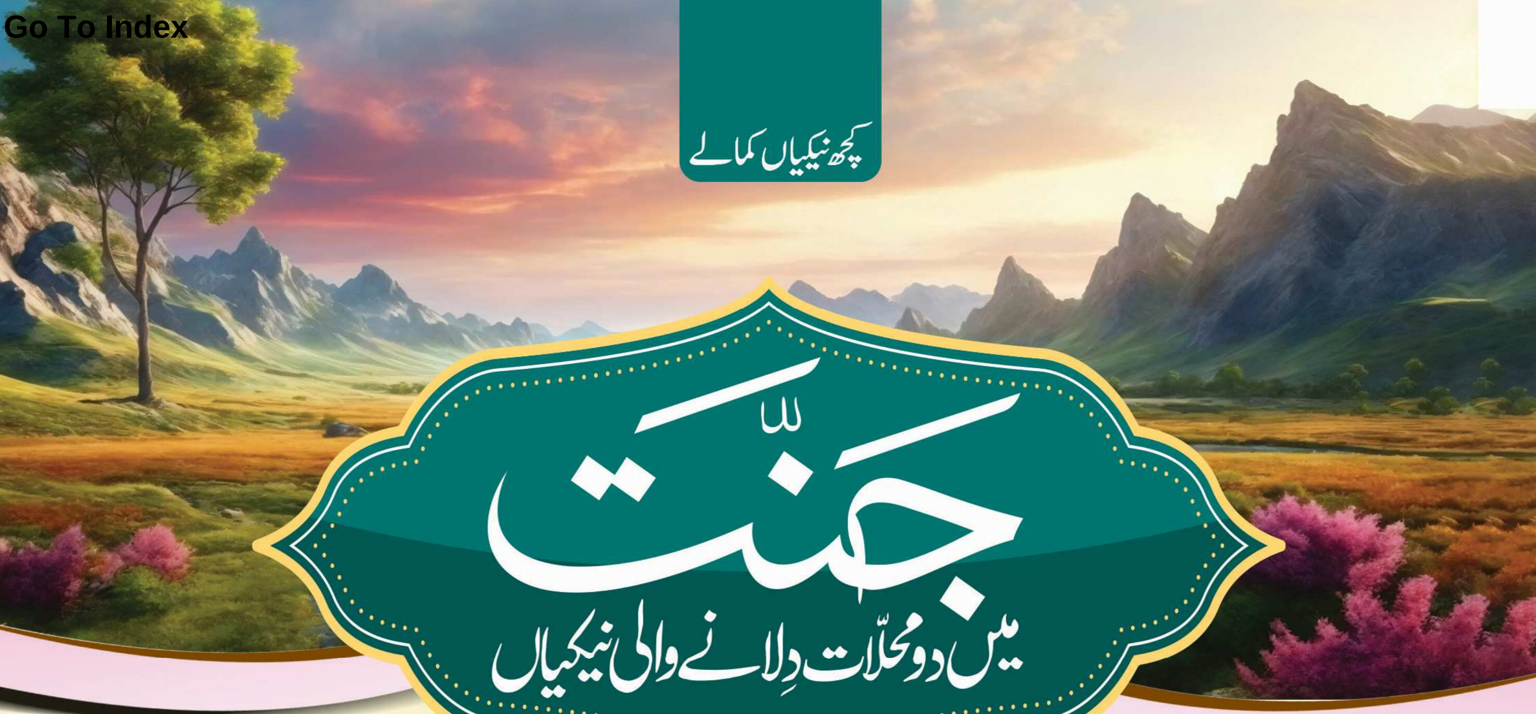

جنّت میں دو محلّات دِلانے والی نیکیاں

مولانا شہزاد یونس عطاری مَدَنی*

ہر مسلمان کی دلی تمنّا ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں اچّھے اعمال سے اپنی دنیا اور آخرت سنوارے، قبر و آخرت کی سختیوں سے نجات پائے، جنّت الفردوس میں اعلیٰ درجات حاصل کرے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے جنّت میں دو دو محلّات نصیب ہو جائیں، یقیناً یہ ہر نیک بندے کی آرزو ہے۔ آئیے! جنت میں دو محل حاصل کرنے کے بارے میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چند فرامین سنتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور ان فرامین کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کو مزید بہتر بنا سکتے ہیں، چنانچہ

مغرب وعشا کے درمیان نفلی اعتکاف کی بَرَکت

1 صحابیِ رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مغرب وعشا کے درمیان مسجد میں ٹھہرے اور باجماعت نماز ادا کرے اور نماز و تلاوت کے علاوہ کوئی بات نہ کرے، تو اللہ پاک کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کے لیے جنت میں دو ایسے محل بنائے جن کا آپس میں فاصلہ ایک 100 سال کی مسافت کے برابر ہو اور اس کے لیے دونوں محلّات کے درمیان درخت لگائے گا کہ اگر اہلِ دنیا اس کا چکر لگائیں تو وہ ان سب کو کافی ہو جائے۔(1)

یہ ثواب چند شرائط کے ساتھ ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مغرب کی نماز باجماعت اَدا کرے، اگر اکیلے نماز پڑھی تو یہ ثواب نہیں ملے گا۔ دوسری یہ کہ نماز باجماعت مسجد میں اَدا کی جائے اور اس سے مراد محلّے کی مسجد ہے، لہٰذا اگر کسی نے اپنے گھر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی یا اپنے گھر کے قریب کسی چھوٹی مسجد میں جو محلے کی مسجد نہ ہو تو اسے یہ ثواب حاصل نہیں ہوگا اور تیسری یہ کہ فرض نماز کے بعد تسبیح مکمل کر کے اسی جگہ بیٹھا رہے جہاں نماز پڑھی ہے، مجبوری کے علاوہ نہ اُٹھے ورنہ ثواب نہ پائے گا۔(2)

مغرب کے بعد نوافل ادا کرنے کی بَرَکت

2 مسلمانوں کی پیاری امّی جان حضرت بی بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک افضل نماز، مغرب

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

Go To Index

کی نماز ہے، اسے نہ تو مسافر سے کم کیا اور نہ ہی مقیم سے، اس کے ذریعے رات کی نماز کو شروع فرمایا اور دن کی نماز کو ختم فرمایا تو جس شخص نے نمازِ مغرب پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اللہ پاک اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے گا۔ روایت کرنے والے فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ دو محل سونے کے ہوں گے یا چاندی کے۔ اور جس نے چار رکعتیں پڑھیں اللہ پاک اس کے 20 سال کے گُناہ معاف فرمائے گا۔ یا فرمایا: 40 سال کے گُناہ معاف فرمائے گا۔[3]

3 ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ نبیِ کریم، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک کو نمازِ مغرب سے زیادہ کوئی نماز محبوب نہیں، اس کے ذریعے بندہ اپنی رات کا آغاز کرتا ہے اور اپنے دن کا اختتام کرتا ہے۔ اللہ پاک نے اسے نہ مسافر سے ساقط (یعنی ختم) کیا ہے اور نہ مقیم سے، جس نے مغرب کے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور کسی سے بات چیت نہ کی تو وہ علّیّین (یعنی بلند درجے) میں لکھ دیا جاتا ہے یا علیین میں اس کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور اگر اس نے یہ نماز پڑھی اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھیں اور کسی سے بات چیت نہ کی تو اللہ پاک اس کے لیے دو محل بناتا ہے جو موتیوں اور یاقوت سے مزیّن ہوں گے اور ان کے درمیان ایسی جنّتیں ہوں گی جن کا علم اللہ پاک کے علاوہ کسی کو نہیں اور اگر اس نے یہ نماز پڑھی اور اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور کسی سے گفتگو نہ کی تو اس کے چالیس سال کے گُناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔[4]

اے عاشقانِ رسول! ہمیں فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کی طرف بھی توجُّہ دینی چاہئے اور اللہ پاک کی رضا کے لئے خوب خوب نفل نمازیں بھی اَدا کرنی چاہئیں۔

سورۂ اخلاص پڑھنے کی بَرَکت

4 اللہ پاک کے آخری نبی، مکّی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴾ 10 بار پڑھے، اللہ پاک اس کے لیے جنّت میں ایک محل تیّار کرے گا اور جو 20 بار پڑھے، اللہ پاک اس کی برکت سے جنّت میں دو محل بنائے گا اور جو 30 بار پڑھے اللہ پاک اس کی بَرَکت سے جنّت میں تین محل تیار کرے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! تب تو اللہ پاک کی قسم ہم اپنے محل بہت بنوالیں گے۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک اس سے بھی زیادہ وُسعت والا ہے۔[5]

حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: یہ حدیث شریف مطلق ہے، یعنی یہ سورت زندگی میں ایک بار پڑھے یا روزانہ، دونوں صورتوں میں اللہ پاک کا فضل و کرم بہت وسیع ہے۔[6]

عشا کے بعد دو نَفل کا ثواب دو جنّتی مَحَل

5 حضرتِ عبدُ اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جو عشا کے بعد 2 رَکعت پڑھے گا اور ہر رَکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 15 بار ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴾ (مکمل سورت) پڑھے گا اللہ پاک اس کے لیے جنّت میں 2 محل ایسے تعمیر کرے گا جسے اہلِ جنّت دیکھیں گے۔[7]

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ان احادیث پر عمل کر کے ہم نہ صرف اپنی دنیا کو سنوار سکتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں خوب نیکیاں کر کے جنّتی محل حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین، ص 31، حدیث: 75 (2) اتحاف السادۃ للمتقین للزبیدی، 3/616 (3) قوت القلوب، 1/58 – تفسیر القرطبی، جزء ثالث، 2/159 بتغیرٍ (4) الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین، ص 31، حدیث: 74 (5) سنن دارمی، 2/552، حدیث: 3429 (6) اشعۃ اللمعات، 2/156 (7) تفسیر دُرِّ منثور، 8/681۔

Go To Index

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی*

1 والد کا نابالغ بچے کی زمین فروخت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے نواسے عمر کی پیدائش پر اسے حیدر آباد میں موجود اپنی زمین تحفہ میں دی، اُس زمین پر عمر کے والد بکر نے قبضہ بھی کر لیا تھا۔ ابھی کچھ عرصہ قبل بکر اپنی پوری فیملی سمیت حیدر آباد سے کراچی مستقل طور پر شفٹ ہو چکا ہے۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس صورت میں بکر اپنے نابالغ بچہ کی وہ زمین فروخت کر سکتا ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: حکمِ شرع ذہن نشین رہے کہ نابالغ بچے کو گفٹ میں دی جانے والی چیز پر اگر اُس بچے کا ولی یعنی سرپرست قبضہ کرلے تو اس صورت میں ہبہ تام ہو جاتا ہے یعنی وہ گفٹ بچے کی ملکیت میں آجاتا ہے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اُس زمین پر بھی بچے کی ملکیت ثابت ہو چکی ہے۔

البتہ باپ اگر نیک چلن ہو یا مستور الحال ہو یعنی اُس کا نیک و بد چلن ہونا معروف نہ ہو تو اُس کا نابالغ بچے کی مملوکہ چیز کوئی معقول وجہ پائے جانے پر فروخت کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ مناسب قیمت میں فروخت کرے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں بکر، اگر نیک چلن یا مستور الحال ہے تو اس کا مارکیٹ ویلیو پر اپنے بچے کی زمین کو فروخت کرنا شرعاً جائز ہے۔ فروخت کے بعد حاصل ہونے والی رقم کا مالک وہ بچہ ہی ہوگا۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ: ”زید نے اپنا مکان و دکان اپنی زوجہ کے نام بیع کر دیا تھا زوجہ نے انتقال کیا۔ زید کے تین بچے نابالغ اپنی ماں کے وارث ہیں۔ اب زید کے پاس کچھ نہیں کہ اس سے اپنا اور ان نابالغوں کا کھانا پینا چلے۔ زید نیک چلن ہے مال برباد کرنے والا نہیں وہ نیک نیتی سے چاہتا ہے کہ اپنا اور اپنے نابالغ بچوں کا حصہ بیچ کر تجارت کرے جس سے ان سب کا رزق پیدا ہو۔ اس صورت میں زید ان حصوں کے بیچنے کا اختیار رکھتا ہے یا نہیں؟“ اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”اگر زید نیک چلن ہے اولاد کا مال برباد کرنے کا اس پر اندیشہ نہیں اور بیع مناسب اور معقول قیمت کو ہو تو اسے اُن حصوں کے بیچنے کا اختیار ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، 25/436)

بہارِ شریعت میں ہے: ”باپ نے نابالغ اولاد کی زمین بیع کر ڈالی اگر اُس کے چال چلن اچھے ہیں یا مستور الحال ہے تو بیع درست ہے اور اگر بد چلن ہے مال کو ضائع کرنے والا ہے تو بیع

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

Go To Index

ناجائز ہے یعنی نابالغ بالغ ہو کر اُس بیع کو توڑ سکتا ہے، ہاں اگر اچھے داموں بیچی ہے تو بیع صحیح ہے۔" (بہارِ شریعت، 2/814)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 یتیم بچہ اپنا مال کسی کو گفٹ کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی یتیم بچہ خوشی سے اپنی ذاتی رقم سے کسی کو گفٹ دے تو کیا اسے وہ گفٹ وصول کرنا جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: نابالغ بچہ اپنی ذاتی رقم سے کسی کو بطورِ گفٹ کوئی چیز دے اگرچہ اپنی خوشی سے ہو، تب بھی اسے وصول کرنا جائز نہیں، اگر وصول کر لیا، تو اس پر لازم ہے کہ وہ نابالغ کو واپس کرے۔ ہمارے عرف میں جس کا والد انتقال کر جائے اس کو یتیم کہتے ہیں اگرچہ وہ بالغ ہو چکا ہو۔ اگر یہ بچہ بالغ ہو تو گفٹ دے سکتا ہے اور نابالغ ہو تو نہیں دے سکتا۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ لکھتے ہیں: "خود بچہ بھی اپنا مال ہبہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا یعنی اُس نے ہبہ کر دیا اور موہوب لہ کو دیدیا اُس سے واپس لیا جائے گا کہ ہبہ جائز ہی نہیں۔۔۔ نابالغ اپنا مال نہ خود صدقہ کر سکتا ہے نہ اُس کا باپ۔ یہ بات نہایت یاد رکھنے کی ہے اکثر لوگ نابالغ سے چیز لے کر استعمال کر لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اُس نے دے دی حالانکہ یہ دینا نہ دینے کے حکم میں ہے۔" (بہارِ شریعت، 3/81)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 قرض معاف کرنے کے بعد دوبارہ مطالبہ کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے دوست نے مجھے قرض دیا اور بعد میں اپنی مرضی سے وہ قرض معاف کر دیا۔ اب حالات ناساز گار ہونے کی بنا پر وہ دوبارہ مجھ سے قرض کا تقاضا کر رہا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا شرعاً مجھ پر قرض کی ادائیگی کرنا لازم ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ کے ذمے پر اُس قرض کی ادائیگی کرنا شرعاً لازم نہیں، کیونکہ دَین ہو یا قرض، معاف کر دینے سے معاف ہو جاتا ہے، اور جو دَین ذمے سے ساقط ہو جائے وہ دوبارہ نہیں لوٹتا۔

قرض ہو یا دَین معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "لو قال لغريمه إن كان لي عليك دين فقد أبرأتك وله عليه دين برئ" ترجمہ: اگر کسی شخص نے اپنے مقروض سے کہا: "اگر میرا تم پر کوئی قرض ہے تو میں نے تمہیں بری کر دیا"، اور حقیقت میں اس کا قرض بھی تھا، تو مقروض بری الذمہ ہو جائے گا، یعنی اس پر قرض ختم ہو جائے گا۔ (رد المحتار علی الدر المختار، 7/504)

درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے: "لو كان لشخص على آخر دين فأسقطه عن المدين، ثم بدا له رأي فندم على إسقاطه الدين عن ذلك الرجل، فلأنه أسقط الدين، وهو من الحقوق التي يحق له أن يُسقطها، فلا يجوز له أن يرجع إلى المدين ويُطالبه بالدين؛ لأن ذمته برأت من الدين بإسقاط الدائن حقه فيه" ترجمہ: اگر کسی شخص کا دوسرے پر قرض تھا، پھر وہ مقروض سے وہ قرض معاف کر دیتا ہے، اور بعد میں اس کا ارادہ بدل جائے اور وہ قرض کی معافی پر نادم ہو، تو چونکہ اس نے قرض معاف کر دیا تھا اور یہ ان حقوق میں سے ہے جنہیں انسان خود معاف کر سکتا ہے لہٰذا اب اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ مقروض سے دوبارہ قرض کا مطالبہ کرے، کیونکہ مقروض کے ذمے سے قرض اس وقت ختم ہو گیا جب قرض خواہ نے اپنا حق معاف کر دیا۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، 1/54)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

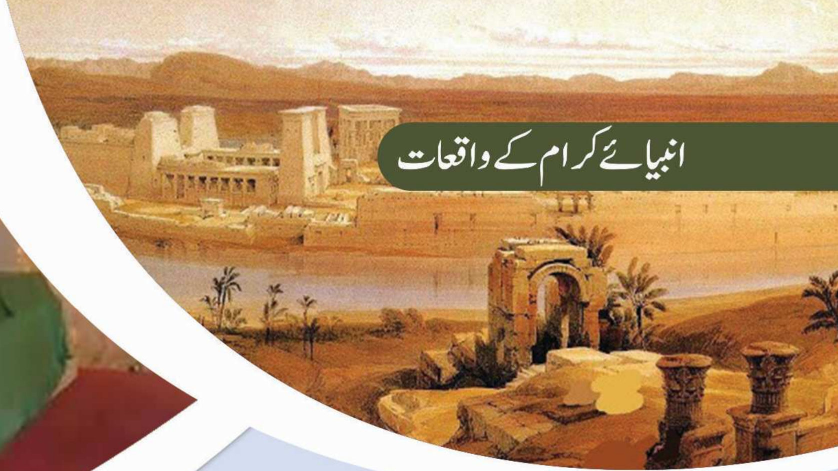

حضرت سیّدُنا یوسف علیہ السّلام تختِ سلطانی پر (قسط:05)

مولانا ابو عبید عطاری مدنی*

یوسف علیہ السلام تختِ سلطانی پر

پھر حضرت یوسف علیہ السّلام بادشاہ کے ساتھ رہنے لگے تقریباً ایک سال بعد بادشاہ نے ملک کے تمام معاملات، تاج و تخت اور خزانے آپ کے سپرد کردیئے آپ نے ملک کو خوشحالی کی راہ پر گامزن کردیا اور عدل و انصاف کا دَور دورہ کردیا[1] حضرت یوسف علیہ السّلام نے قحط سالی کے دنوں کے لیے غلّوں کے ذخیرے جمع کرنے کی تدبیر فرمائی، اس کے لیے بہت وسیع اور عالی شان گودام تعمیر فرمائے اور کثیر ذخائر جمع کیے۔

زمانہ قحط شروع ہوگیا

جب فَراخی کے سال گُزر گئے اور قحط کا زمانہ آیا تو آپ علیہ السّلام نے بادشاہ اور اس کے خادموں کے لیے روزانہ صرف ایک وقت کا کھانا مقرّر فرمادیا۔ ایک روز دوپہر کے وقت بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے بھوک کی شکایت کی تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: یہ قحط کی ابتدا کا وقت ہے۔ پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے تھے سب ختم ہوگئے اور بازار خالی رہ گئے۔

عظمتِ یوسف علیہ السّلام

اہلِ مصر حضرت یوسف علیہ السّلام سے اپنے درہم و دینار کے بدلے میں غلّے خریدنے لگے، یوں اُن کے تمام درہم و دینار حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس آگئے۔ دوسرے سال مصریوں نے زیور اور جواہرات کے بدلے میں غلّوں کی خریداری کی، یوں ان کے تمام زیورات اور جواہرات حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس آگئے۔ جب لوگوں کے پاس زیور اور جواہرات میں سے کوئی چیز نہ رہی تو انہوں نے تیسرے سال چوپائے اور جانور دے کر غلّہ خریدا اور یوں پورے ملک میں کوئی شخص کسی جانور کا مالک نہ رہا۔ چوتھے سال انہوں نے غلّے کے لیے اپنے تمام غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں۔ پانچویں سال اپنی تمام اَراضی، عملہ اور جاگیریں فروخت کرکے حضرت یوسف علیہ السّلام سے غلّہ خریدا، اس طرح یہ تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس پہنچ گئیں۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

Go To Index

چھٹے سال جب ان کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہی تو انہوں نے اپنی اولادیں بیچ دیں اور اس طرح غلّے خرید کر اپنا وقت گُزارا۔ ساتویں سال وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اس طرح مصر میں کوئی آزاد مرد باقی رہا نہ عورت، جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السّلام کا غلام تھا اور جو عورت تھی وہ آپ علیہ السّلام کی کنیز تھی۔

اس وقت لوگوں کی زبان پر یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی سی عظمت و جلالت کبھی کسی بادشاہ کو مُیَسّر نہ آئی۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے بادشاہ سے فرمایا: تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کیسا کرم ہے اور اُس نے مجھ پر کیسا عظیم احسان فرمایا ہے؟ اب اِن لوگوں کے بارے میں تمہاری کیارائے ہے؟ بادشاہ نے عرض کی: جو آپ علیہ السّلام کی رائے ہو وہ ہمیں منظور ہے، ہم سب آپ کے تابع ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہلِ مصر کو آزاد کر دیا اور اُن کے تمام اَملاک اور کل جاگیریں واپس کر دیں۔

پیٹ بھر کر نہ کھایا

اس زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السّلام نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السّلام سے عرض کی گئی کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ علیہ السّلام بھوکے رہتے ہیں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: میں اس اندیشے سے بھوکا رہتا ہوں کہ سیر ہو کر کہیں بھوکوں کو بھول نہ جاؤں۔ سُبْحٰنَ اللہ! کیا پاکیزہ اَخلاق ہیں۔ مفسّرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام مرد و عورت کو حضرت یوسف علیہ السّلام کے خریدے ہوئے غلام اور کنیزیں بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام غلام کی شان میں آئے تھے اور مصر کے ایک شخص کے خریدے ہوئے ہیں بلکہ سب مصری اُن کے خریدے اور آزاد کئے ہوئے غلام ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے جو اس حالت میں صبر کیا تھا اس کی یہ جَزادی گئی۔[2]

بھائیوں کی مصر آمد

آہستہ آہستہ قحط کے اَثرات سے کَنْعان بھی متأثر ہو گیا، حضرت یعقوب علیہ السّلام کی اجازت سے بیٹے غلّہ خریدنے آئے[3] حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر بھائی حضرت یوسف علیہ السّلام کو پہچان نہ سکے کنویں میں ڈالے جانے سے اب تک 40 سال کا طویل عرصہ گزر گیا تھا،[4] حضرت یوسف علیہ السّلام نے ایک تدبیر سے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔[5]

یعقوب علیہ السّلام کا حُزن و ملال

ایک بھائی مصر میں ٹھہر گیا باقی بھائی واپس کَنعان آگئے حضرت یعقوب علیہ السّلام نے بنیامین کی خبر سن کر اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور بیٹوں سے فرمایا: ہائے افسوس! یوسف کی جُدائی پر۔ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السّلام کا حُزن و ملال انتہا کو پہنچ گیا تھا، جب بیٹوں نے وضاحت پیش کی تو فرمایا: میری پریشانی اور غم کم ہو یا زیادہ، میں اس کی فریاد تم سے یا اور کسی سے نہیں بلکہ اللہ پاک ہی سے کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنی رَحمت اور احسان سے مجھے وہاں سے آسانی عطا کرے گا جہاں سے میرا گمان بھی نہ ہو گا۔[6]

مساکین کو کھانا کھلایئے

سیدِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت

Go To Index

یعقوب علیہ السّلام نے کسی کے سامنے یوں فرمایا: حضرت یوسف پر رونے کی وجہ سے میری بینائی کمزور ہوگئی، حضرت جبرائیل علیہ السّلام حاضر ہوگئے اور عرض کی: اللہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے: میرے علاوہ کسی اور سے فریاد کیوں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں اللہ ہی سے اپنے رنج و غم کی فریاد کرتا ہوں، پھر آپ نے یوں دعا کی: اے میرے رب! کیا تو اس بوڑھے پر رحم نہیں کرے گا، میری بصارت کمزور ہوگئی پیٹھ جھک گئی، میرے پھول (حضرت یوسف و بنیامین) کو مجھ سے ملادے تاکہ میں مرنے سے پہلے ان کی خوشبو سونگھ لوں، حضرت جبرائیل علیہ السّلام حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض گُزار ہوئے: اللہ کریم آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: (یہ دونوں آپ سے ضرور ملیں گے) اگر ان دونوں کا وصال بھی ہوگیا ہوتا تو پھر بھی میں ان دونوں کو آپ کے لیے زندہ کردیتا، آپ مساکین کو کھانا کھلایئے، بے شک! میرے بندوں میں مجھے زیادہ محبوب اَنبیاءِ کِرام اور مساکین ہیں، اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السّلام کا معمول تھا کہ جب بھی ناشتہ کرتے تو ایک شخص کو حکم دیتے کہ وہ یہ اعلان کردے کہ جو غریب ناشتہ کرنا چاہتا ہے وہ حضرت یعقوب کے ساتھ ناشتہ کرلے، اور جب آپ کا روزہ ہوتا تھا تو کسی شخص سے یہ اعلان کرواتے: جو غریب روزہ دار ہے وہ یعقوب کے ساتھ روزہ افطار کرلے۔[7]

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا

ایک مرتبہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السّلام حضرت یعقوب علیہ السّلام کے پاس حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ اور اس گھر میں کیسے داخل ہوئے؟ ملک الموت نے عرض کی: میں وہ ہوں جو اولاد کو یتیم کردیتا ہوں، عورتوں کو بیوہ کردیتا ہوں لوگوں کو ایک دوسرے سے جُدا کردیتا ہوں، آپ علیہ السّلام نے فرمایا: تب تو تم حضرت عزرائیل علیہ السّلام ہو۔ عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: مجھے بتاؤ کہ تم لوگوں کی روح کو قبض کرتے ہو تو ایک ساتھ قبض کرتے ہو یا الگ الگ؟[8] عرض کی: میں ایک ایک روح قبض کرتا ہوں، پوچھا: کیا میرے یوسف کی روح تم نے قبض کی ہے؟ عرض کی: جی نہیں! پوچھا: میرے پاس ملاقات کے لیے آئے ہو یا روح قبض کرنے کے لیے؟ عرض کی: آپ کے پاس صرف سلام عرض کرنے حاضر ہوا ہوں، اللہ آپ کی روح اس وقت تک قبض نہیں فرمائے گا جب تک آپ اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام سے نہیں مل لیتے۔ یہ سُن کر جب یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو[9] تو بیٹوں نے کہا: ہم بنیامین کے معاملے میں کوشش کرنا تو نہیں چھوڑیں گے البتہ حضرت یوسف چونکہ اب زندہ نہیں، اس لیے ہم انہیں تلاش نہیں کریں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رَحمت سے مایوس نہ ہو، بیشک اللہ پاک کی رَحمت سے کافر لوگ ہی نااُمّید ہوتے ہیں۔[10]

---

(1) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص125 ملخصاً (2) صراط الجنان، 5/19، 20 بتغیر (3) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص126 (4) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص127 (5) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص132 ملخصاً (6) صراط الجنان، 5/50 بتغیر (7) شعب الایمان، 3/230، حدیث: 3403 ملخصاً (8) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص133 (9) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص134 (10) صراط الجنان، 5/51 بتغیر۔

Go To Index

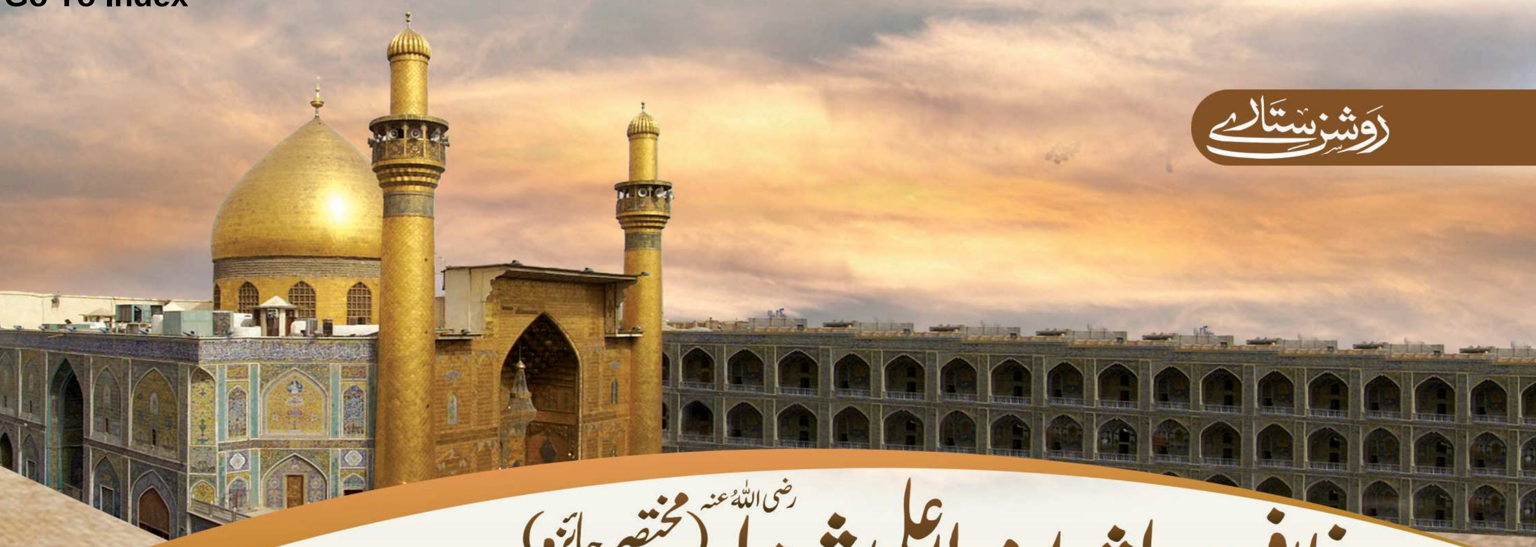

خلافتِ راشدہ اور مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ (مختصر جائزہ)

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

اسلامی تاریخ کے سنہرے اَوراق میں ایک ایسا باب ہے جو آفتابِ نبوّت کی ضِیاباریوں سے منوّر ہے، جہاں خُلَفائے راشدین کے قُلوب میں ایمان کی لَو، محبّت کا سمندر اور اُخوّت کے پھول کِھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ وہ مقدّس دَور تھا جب دلوں میں باہمی احترام کی عظمت، خیر خواہی کی شمع اور بھائی چارے کی معطّر فضا موجزن تھی۔ اس حوالے سے بِالخصوص شیرِ خدا، مولائے کائنات حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وہ ایمان افروز، حکمت بھرے اور جراَت مندانہ اقدامات قابلِ مطالعہ ہیں جو انہوں نے خلفائے ثلاثہ کی عظمت و ناموس کی حفاظت، ان کے ریاستی فیصلوں کی شَرعی تائید اور اُمّت کے اتّحاد کی خاطر کیے۔ یہ وہ روشن مثالیں ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی صفوں میں یک جہتی قائم رکھی، ریاست کے نظم و نسق کو مضبوط بنایا اور فتنہ پردازوں کی سرکوبی کا فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اور تائید مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے تین دن بعد فرمایا: کوئی ہے جو میری بیعت کو فسخ کرکے دستبرداری اور علیحدگی چاہتا ہو تاکہ میں اسے (بیعت کی پابندیوں سے) دستبردار کردوں؟ تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نہ تو آپ کو اس عہدے سے دستبردار اور مستعفی کریں گے اور نہ ہی آپ سے استعفیٰ اور دستبرداری کا مطالبہ کریں گے، وہ کون (ہمّت والا اور طاقت والا) ہے جو آپ کو پیچھے کرے گا جبکہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو آگے بڑھایا ہے؟[1]

خلافتِ صدّیقی کے حق ہونے کی تائید اور منافقین کا رَد خلافتِ صدّیقِ اکبر کے شروع میں ایک قبیلے کے سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: اے علی اور اے عباس! کیا وجہ ہے کہ یہ خلافت قریش کے سب سے کمزور اور کم تعداد والے قبیلے میں چلی گئی ہے؟ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ریاست کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے اور ملکی نظام کو قوّت دینے کے لیے) فرمایا: اگر ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا اہل نہ سمجھتے تو ہم انہیں خلیفہ تسلیم نہ کرتے، بلاشبہ مؤمن ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور جسم دُور ہوں، اور بلاشبہ منافق لوگ آپس میں دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں۔[2]

خلیفۂ وقت کی حفاظت کی فکر اور دور اندیشی جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کا انکار کیا اور مرتد ہوگئے تو حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ بذاتِ خود ان سے جہاد کرنے کے لیے میدان میں نکلنے لگے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری کی لگام تھام کر عرض کی: اِلٰی اَیْنَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللہِ؟ اَقُوْلُ لَکَ مَا قَالَ لَکَ

*سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

رَسُولُ اللّٰہِ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یَوْمَ اُحُدٍ: شِمْ سَیْفَكَ، وَلَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِكَ، وَارْجِعْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، فَوَاللّٰہِ لَئِنْ فُجِعْنَا بِكَ لَا یَكُوْنُ بَعْدَكَ لِلْاِسْلَامِ نِظَامٌ اَبَدًا یعنی اے خلیفۂ رسول! آپ کہاں جارہے ہیں؟ میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ سے غزوۂ اُحد کے دن فرمائی تھی: اپنی تلوار نیام میں رکھیے اور اپنی جان کے غم میں مبتلا نہ کیجیے اور مدینہ واپس تشریف لے جائیے۔ اللہ کی قسم! اگر ہمیں آپ کا صدمہ پہنچا تو آپ کے بعد اسلام کا نظام کبھی قائم نہیں ہو پائے گا۔(3)

خلافتِ صدیقی وفاروقی کو حجت وبنیاد قرار دیا ایک موقع پر مولا علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کریم نے حضرت صدّیقِ اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہما دونوں کو بعد میں آنے والے تمام حکمرانوں کے لیے قِیامت تک کے لیے حجّت اور راہ نما بنادیا، اللہ پاک کی قسم! یہ دونوں (اپنے اُمورِ خلافت کو بہتر طریقے سے انجام دینے میں) بہت دُور تک آگے بڑھ گئے ہیں (جہاں دوسرے نہیں پہنچ سکتے) اور ان دونوں نفوسِ قدسیہ نے اپنے بعد میں آنے والوں کو بہت تھکا دیا۔(4)

مولا علی رضی اللہُ عنہ کا یہ فرمان خلافتِ راشدہ کے نِظام اور بہترین طرزِ حکمرانی کی اہمیّت پر ایک دستخط اور مہر کی حیثیت رکھتا ہے۔

گستاخِ شیخین کے لیے سخت تادیبی کاروائی حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہُ عنہما کے بارے میں گستاخانہ کلمات کہنے والوں کے لیے ایک سخت اخلاقی اور قانونی حدود کا اعلان کیا، ایک مرتبہ کسی نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزرا جو صدّیقِ اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہما کا تذکرہ اس طرح کررہے تھے جو اسلام میں رَوا نہیں۔ یہ سن کر مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا: خالقِ کائنات کی قسم! صرف حقیقی مؤمن ہی ان دونوں سے محبّت کرے گا اور بدبخت وبددین ہی ان سے نفرت ومخالفت کرے گا کیونکہ ان کی محبّت قربت (ایمان حقیقی) اور ان سے نفرت بے دینی ہے۔ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ان دونوں بھائیوں، وزیروں، دوستوں، قریش کے سردار اور مسلمانوں کے روحانی والدین کا اس طرح ذکر کرتے ہیں (پھر مولا علی نے گستاخوں کا منہ بند کرتے ہوئے فرمایا) میں ہر اس شخص سے بے زار ہوں جو ان کا اس بُرے انداز میں ذکر کرتا ہے اور میں اسے سزا دوں گا۔(5)

ایک مرتبہ صدّیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم کی عزّت وناموس پر پہرا دیتے ہوئے یوں فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سبقت لے لی، پھر حضرت ابو بکر دوسرے ہوئے اور عمر فاروق تیسرے ہوئے۔ اگر میں کسی ایسے شخص کو پاؤں جو مجھے ابو بکر اور عمر رضی اللہُ عنہما پر فضیلت دے تو میں اسے مفتری (یعنی تہمت لگانے والے) کی حَد کے طور پر 80 کوڑے ماروں گا اور اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔(6)

خلافتِ فاروقی کے فیصلوں کو قائم رکھا مولا علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ نے خُلفائے ثلاثہ کے دَور ہی میں نہیں بلکہ ان کے بعد بھی ان کے ساتھ محبّت واَدب کا رشتہ قائم رکھا اور ان کے اقداماتِ حقہ کی تائید وتوثیق بھی کی، جیسا کہ امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے اہلِ نجران کو ملک بدر کردیا تھا۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہُ عنہ کے دَورِ خلافت میں وہ لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! اب کاغذی کارروائی آپ کے ہاتھ میں ہے، پہلے بھی آپ نے ہمارے لیے سفارش کی تھی، حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے ہمیں ہماری زمین سے نکال دیا تھا آپ ہمیں دوبارہ لوٹنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ یہ سن کر مولا علی شیر خدا نے (فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے فیصلہ کا دفاع کرتے ہوئے اسے درست قرار دیا اور) فرمایا: تمہاری بربادی ہو، بے شک حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ بالکل درست فیصلہ فرمانے والے تھے اور یاد رکھو! حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے

Go To Index

جو فیصلہ فرمادیا میں اس میں ذرّہ بھر تبدیلی نہیں کروں گا۔[7]

معاہدہ فاروقی کو قائم رکھا حضرت مولا علی رضی اللہُ عنہ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: مَا قَدِمْتُ لِاَحُلَّ عُقْدَةً شَدَّهَا عُمَرُ یعنی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے جو معاہدہ کرلیا تھا میں اسے ہرگز نہیں توڑوں گا۔[8]

دورِ فاروقی اور مولا علی کی مشاورتی خدمات ایک مرتبہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے فارس پر لشکر کشی کے لیے خود نکلنے کا اِرادہ کیا اور صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سے مشورہ مانگا: آپ لوگوں کی کیا رائے ہے کہ میں یہاں سے کچھ لوگوں کو ساتھ لے جاؤں اور وہاں قریب کسی مقام پر ٹھہر کر اسلامی لشکر جمع کروں اور مسلمانوں کی مدد کروں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمادے۔ اکثر صحابہ نے عرض کی: ہماری رائے یہ نہیں ہے (کہ آپ ان کے پاس چلے جائیں) ہاں! آپ کے مشورے اور رائے ان سے دُور نہیں ہیں (یعنی ان کے کام آئیں گے) لڑنے کے لیے عرب کے شہ سوار اور جنگجو اور بہادر کافی ہیں ان ہی لوگوں نے دشمن کے لشکروں کو شکست فاش دی ہے، بعض صحابہ رضی اللہُ عنہم نے اس رائے پر تنقید کی، پھر حضرت علی رضی اللہُ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اکثر حضرات نے جو رائے دی ہے وہ درست ہے جنگ میں کامیابی اور ناکامی کا دار و مدار تعداد کے کم یا زیادہ ہونے پر نہیں ہے، یہ تو اللہ کا دین ہے جس کو اس نے غالب کر دیا ہے اور اسی کا لشکر ہے جسے اس نے فرشتوں کے ذریعے مضبوط کیا یہاں تک کہ اسلامی لشکر اس مقام تک پہنچ گیا ہے، ہم تو اللہ کے وعدے پر بھروسا کرتے ہیں وہی اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد کرنے والا ہے۔[9]

مولا علی رضی اللہُ عنہ کی بیعتِ عثمانی اور فساد کی روک تھام

حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے تیسرے خلیفہ راشد حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کی نہ صرف بیعت میں سبقت کی بلکہ فسادی گروہوں کو مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں روک کر اور انہیں ملامت کر کے ایک عظیم خدمت اور عملی دفاع کا مظاہرہ کیا۔

بہت سے مؤرّخین کی رائے ہے کہ حضرت علی رضی اللہُ عنہ حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ کی بیعت کرنے والوں میں سب سے پہلے تھے۔ ایک مرتبہ مولا علی رضی اللہُ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن سبا جو اصل کے اعتبار سے یمن کا ایک یہودی تھا ایک گروہ کو لے کر مدینے کی جانب چلا آرہا ہے تاکہ لوگوں کو خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ کے خلاف بھڑکائے (اور امن وسکون کو برباد کرے) تو حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ سے عرض کی: میں آپ کو ان (فسادی) لوگوں کے شر سے محفوظ رکھوں گا، پھر حضرت علی رضی اللہُ عنہ ان فسادیوں سے راستے میں مقامِ جُحْفَہ میں ملے، انہیں ڈانٹ پلائی، ملامت کیا اور واپس لوٹا دیا، یہ لوگ اپنے آپ کو شرمندہ کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔[10]

دَورِ عثمانی میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا سفیرانہ کردار مولا علی رضی اللہُ عنہ جہاں ایک بہترین مشیر اور انتظامی معاملات پر گہری نگاہ رکھتے تھے وہیں ایک بہترین سفیر ہونے کی صلاحیت سے مالا مال تھے۔

جب اہلِ مصر جُحْفَہ میں آئے اور حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ پر اعتراضات کیے تو حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: اے پیارے نبی کے صحابہ! مجھے بُرا بنایا جارہا ہے، بُرائیوں کو پھیلایا جارہا ہے، نیکیوں کو چُھپایا جارہا ہے میرے بارے میں نادان لوگوں کو بے وقوف بنایا جارہا ہے، تم میں کوئی ایسا ہے جو ان لوگوں کے پاس جائے اور پوچھے کہ وہ کس چیز پر ناراض ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ شیرِ خدا مولا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: میں (یہ ذمّہ داری قبول کرتا ہوں)۔ یہ دیکھ کر حضرت عثمان نے فرمایا: آپ ان کو زیادہ جانتے بھی ہیں اور ان سے پوچھ گچھ کرنے کا زیادہ حق بھی رکھتے ہیں، حضرت مولا علی رضی اللہُ عنہ (حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ کے سفیر بن کر) اہلِ مصر کے پاس گئے، تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کیا اور کہا: ہمارے پاس آپ سے زیادہ کوئی محبوب شخص نہیں آیا۔ آپ نے پوچھا: تم لوگ کس بات پر ناراض ہو اور تمہاری شکایات کیا ہیں؟ انہوں نے

اپنی شکایات بتائیں[11] مولا علی رضی اللہُ عنہ نے سفارتی پہلو کو سامنے رکھا اور خاموشی سے ان لوگوں کی شکایات لے کر حضرت عثمان کے پاس پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ نے ان لوگوں کو جوابات بھجوائے (مولا علی نے حضرت عثمان غنی کے جوابات ان لوگوں تک احسن طریقے سے پہنچائے) تو لوگ راضی ہو گئے اور خوشی خوشی مدینہ میں داخل ہو گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ نے اس بارے میں اہلِ بصرہ اور اہلِ کوفہ کو بھی خط لکھ دیا کہ جو شخص مدینہ حاضر نہ ہو سکے تو وہ (کسی کو یہاں مدینے میں) اپنا وکیل مقرّر کر دے (اور جو شکایت ہو حل کروالے)۔[12]

یہ تمام واقعات انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں اس کے علاوہ بھی اَوراقِ تاریخ میں سینکڑوں ایسے واقعات اور مثالیں موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ کو خلفائے ثلاثہ سے کس قدر محبّت تھی اور آپ ان کا کس قدر اِکرام فرماتے تھے اور ان کے دَورِ خلافت میں بھی دینی خدمات کے لیے پیش پیش رہتے تھے۔ شیرِ خدا کی یہ تابناک خدمات اور ایمان افروز اقدامات اُمّتِ مسلمہ کے لیے ایک روشن چراغ اور ہمیشہ کے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ آپ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت، حمایت، دفاع اور ان کے فیصلوں کی توثیق کے ذریعے اسلامی ریاست کے استحکام، اُمّت کے اتّحاد اور خلافتِ راشدہ کے تسلسل کو یقینی بنایا۔ اللہ کریم ہمیں خلفائے راشدین کی محبّت سے سرشار فرمائے اور آخرت میں ان کا قُرب و وسیلہ عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 30/306 (2) کنز العمال، جز5، 3/262، حدیث: 14152 (3) کنز العمال، جز5، 3/262، حدیث: 14154 (4) مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب لابن الجوزی، ص42 (5) مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب لابن الجوزی، ص42 (6) کنز العمال، جز13، 7/6، حدیث: 36097 (7) مصنف ابن ابی شیبہ، 17/65، حدیث: 32667 (8) مصنف ابن ابی شیبہ، 17/65، حدیث: 32668 (9) تاریخ طبری، 4/123 تا 124 ملخصاً (10) فقہ السیرۃ للبوطی، 540 تا 541 ملخصاً (11) تاریخ ابن عساکر، 39/249 (12) تاریخ ابن عساکر، 39/249۔

نومبر 2025ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے مرحومین کے لواحقین اور مریضوں کے نام جاری ہونے والے دعائیہ پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے نومبر 2025ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ "پیغاماتِ عطّاؔر" کے ذریعے تقریباً 3433 پیغامات جاری فرمائے جن میں 676 تعزیت کے، 2575 عیادت کے جبکہ 182 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنّت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعائیں کیں۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (نومبر 2025ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔

نومبر 2025ء میں دیئے گئے 04 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: 1 بے حساب مغفرت کے اعمال (قسط: 01): 17 لاکھ، 46 ہزار 54 2 تفسیر نور العرفان سے 85 مدنی پھول (قسط: 08): 18 لاکھ، 9 ہزار 768 3 جنت کی بہاریں: 16 لاکھ، 15 ہزار 776 4 کتاب راہِ علم سے 72 مدنی پھول: 19 لاکھ، 71 ہزار 64۔

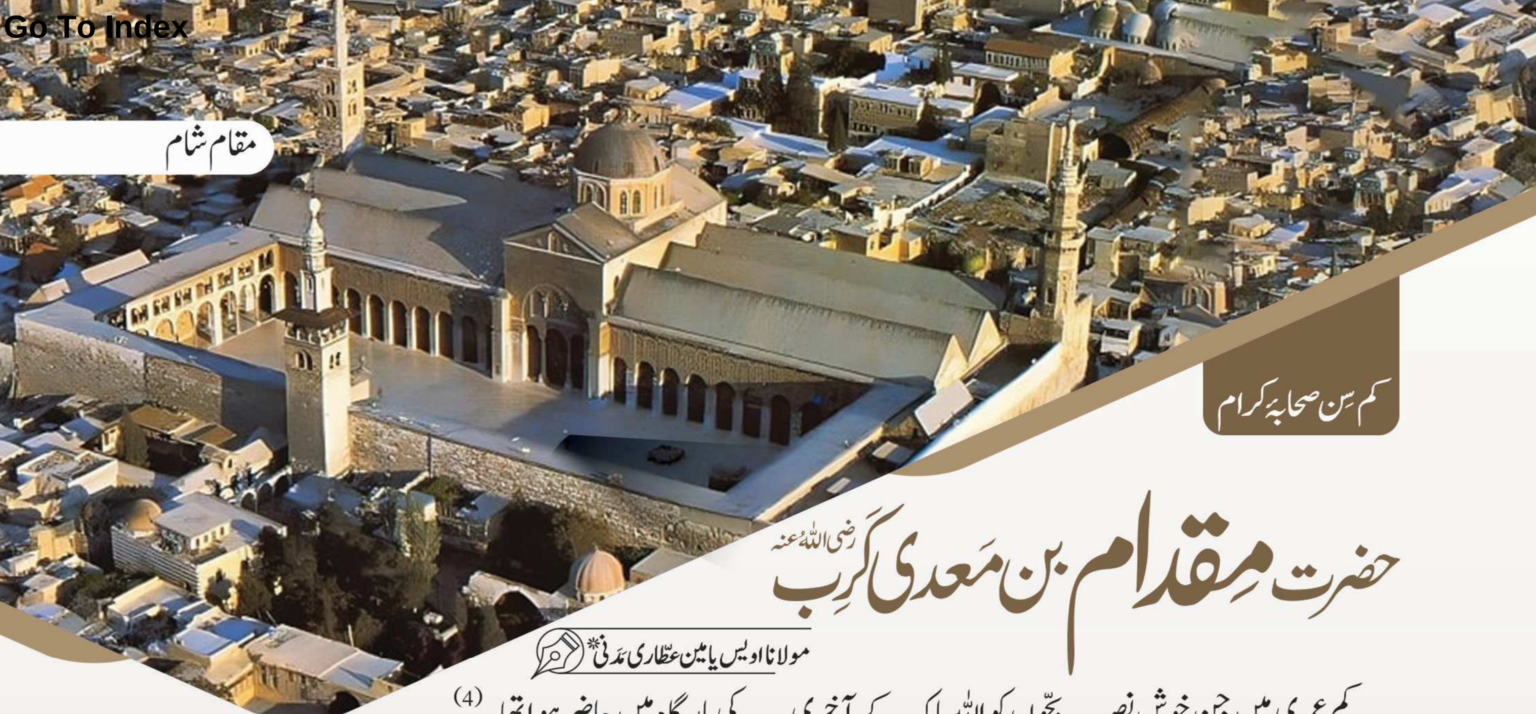

حضرت مِقدام بن مَعدی کَرِب رضی اللہُ عنہ

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

کم عمری میں جن خوش نصیب بچّوں کو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابی ہونے کا شرف ملا اُن میں حضرت مِقدام بن مَعدی کَرِب رضی اللہُ عنہ بھی شامل ہیں، آیئے! ان کے بچپن کے بارے میں پڑھ کر اپنے دِلوں کو محبّتِ صحابۂ کرام سے روشن کرتے ہیں:

آپ رضی اللہُ عنہ کا شمار کم سِن صحابہ میں ہوتا ہے۔(1)

حُضور نے کندھے پر ہاتھ مارا: ایک موقع پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور آپ کو یَاقُدَیْمُ کہہ کر مخاطب فرمایا۔(2)

یادرہے کہ یہ ہاتھ مارنا ایسا نہیں تھا جیسے کہ ہمارے ہاں بد تہذیبی میں ایک دوسرے کے مارا جاتا ہے بلکہ یہ نرمی اور محبت کا انداز تھا جیسا کہ مشہور مفسر حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس کی شرح میں اسے ہاتھ رکھنے سے تعبیر فرمایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: کندھے پر ہاتھ رکھنا، قُدَیم تصغیر فرما کر خطاب کرنا کرم و محبّت کے لئے ہے۔(3)

وفد کے ساتھ حُضور کی بارگاہ میں حاضری: آپ رضی اللہُ عنہ بنو کندہ کے اُس وفد میں شامل تھے جو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا۔(4)

تعدادِ روایات: آپ سے 47 احادیث مَروی ہیں۔(5)

غلّہ ناپ لیا کرو: آپ رضی اللہُ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنا غلّہ ناپ لیا کرو، تم کو اس میں بَرَکت دی جائے گی۔(6)

مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یعنی غلّہ جب رکھو تو ناپ کر رکھو اور جب خرچ کرنے کے لئے نکالو تو ناپ کر نکالو اللہ تعالیٰ اس میں بَرَکت دے گا۔(7)

وِصال: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ تقریباً 14 سال کے تھے، کیونکہ آپ رضی اللہُ عنہ نے 91 سال کی عمر میں سِن 87 ہجری میں شام میں وفات پائی۔(8)

اللہ پاک کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) فتح الباری لابن حجر، 5/263 (2) دیکھئے: ابو داؤد، 3/183، حدیث:2933 (3) مراٰۃ المناجیح، 5/361 (4) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4/44 (5) تہذیب الاسمآء واللغات، 2/415 (6) بخاری، 2/27، حدیث:2128 (7) نزہۃ القاری، 3/484 (8) طبقات ابن سعد، 7/290۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

مزار حضرت باوا میراں شاہ سیّد احمد محمدی رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار خواجہ کمالُ الدّین خان مجددی رامپوری رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار سائیں محمد رکنُ الدّین نقشبندی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ

رَمَضانُ المُبارَک اسلامی سال کا نواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 118 کا مختصر ذِکْر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رَمَضانُ المبارک 1438ھ تا 1446ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت عَوف، حضرت مُعَوِّذ اور حضرت مُعاذ بن حارث خَزْرَجی انصاری رضی اللہُ عنہم تینوں بھائی بنو نجار سے تعلّق رکھتے تھے، اپنی والدہ کی نسبت سے اِبنِ عَفْراء سے معروف تھے۔ 17 رمضان المبارک 2 ہجری کو ہونے والے غزوۂ بدر میں حضرت عَوف رضی اللہُ عنہ نے اللہ پاک کی پسندیدہ حالت کے مطابق زِرہ اُتار کر، ننگے سر ہو کر بہادری کے ساتھ جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔(1)

2 حضرت مُعَوِّذ بن حارث انصاری رضی اللہُ عنہ نے غزوۂ بدر میں اپنے بھائی حضرت مُعاذ کے ساتھ مل کر دشمنِ اسلام ابوجہل پر اس تیزی سے حملہ کیا کہ اس کا کام تمام ہوگیا۔ اس کے بعد یہ بھی بے جگری سے لڑتے ہوئے درجۂ شہادت پر فائز ہوگئے۔(2)

3 حضرت یزید بن حارث انصاری رضی اللہُ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر ہاتھ میں موجود کھجوروں کو پھینکا اور جہاد میں شریک ہوئے اور لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرماگئے۔(3)

اولیائے کرام رَحمہُمُ اللہُ السّلام

4 حضرت شیخ عبدُ اللہ رضا ثانی حسنی رحمۃُ اللہِ علیہ کثرتِ عبادت، زُہد اور تنہائی میں مشہور تھے، آپ عالم، صالح، شاعر اور راوی حدیث تھے، نیکی کی دعوت بہت دیا کرتے تھے، آپ کی پیدائش بصرہ میں 150ھ کے بعد ہوئی اور 15 رمضان 247ھ کو مکّہ مکرّمہ میں وصال فرمایا۔(4)

5 حضرت باوا میراں شاہ سیّد احمد محمدی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش بیجاپور، ریاست کرناٹک، ہند میں ہوئی، دہلی میں اسلامی علوم وفنون میں مہارت حاصل کرکے دورِ جہانگیری میں قاضی القضاۃ مقرّر ہوئے، کچھ عرصہ بعد سجدۂ تعظیمی سے انکار کرکے اجمیر شریف، بغداد شریف اور مدینہ شریف میں مجاہدات میں مصروف ہوئے، مستقل قیام بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں فرمایا، وصال 18 رمضان 1092ھ کو فرمایا، مزار مرجع خلائق ہے۔(5)

6 بھورے میاں خواجہ کمالُ الدّین خان مجددی رامپوری

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)
ونگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

رحمۃُ اللہِ علیہ مشہور ولیُّ اللہ حضرت شاہ درگاہی مجددی رامپوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ دن رات ذکر و فکر میں رہتے۔ آپ کا وصال 4رمضان 1284ھ کو ہوا۔ محلّہ پل پختہ رامپور میں تدفین کی گئی۔ کچھ عرصے بعد گنبد دار مزار تعمیر ہوا۔[6]

7 حضرت خواجہ شاہ محمد امام علی چشتی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت خاندان سلطانُ التارکین صوفی حمیدُ الدّین ناگوری میں ہوئی اور وصال 10رمضان 1282ھ کو ہوا، مزار جھنجھنو (Jhunjhunu)، راجستھان ہند میں ہے۔ آپ خواجہ عبدُاللہ غلام بھیک کوڑہائی چشتی کے مرید و خلیفہ اور خواجہ عبدالغفور اخوند قادری کے خلیفہ، کثیر الفیض تھے۔[7]

8 روحانی بُزُرگ خواجہ پیر سائیں محمد رکنُ الدّین نقشبندی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش کم و بیش 1930ء کشمیر کے مذہبی گھرانے میں ہوئی، کچھ عرصہ ملازمت کی پھر ذکر و فکر اور مجاہدات میں مصروف ہوئے، پیر سیّد حیدر شاہ قلندر پاک شریف ضلع کوٹلی سے بیعت و خلافت پائی، انہوں نے جو مساجد و مدارس قائم کئے ان کی تعداد 34 ہے۔ وصال 11رمضان 1421ھ کو وصال فرمایا۔ مزار رُکن آباد شریف، سیکٹر ایف ون، میرپور کشمیر میں ہے۔[8]

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام

9 شیخُ الحنفیہ، حضرت امام ابوعبدُ اللہ محمد بن احمد کبیر بخاری حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ ماوراءُ النَّہر کے رہنے والے تھے، انہوں نے اپنے والدِ گرامی علّامہ ابوحَفص کبیر سے تعلیم حاصل کی اور عالم ماوراءُ النہر کے درجے پر فائز ہوئے، آپ ثقہ عالمِ دین و امام، زہد و تقویٰ کے جامع اور قراٰن و سنّت کے پابند تھے، علما کی ایک تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال رمضان 264ھ میں ہوا۔[9]

10 حضرت امام عبیدُ اللہ بن یحییٰ لیثی مالکی اُندلسی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش اُندلس کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی، والد گرامی سے عُلومِ اسلامی حاصل کئے، والد صاحب کی وفات کے بعد حرمینِ طیبین اور مِصر کا سَفَر کیا اور وہاں کے علما سے استفادہ کیا، واپس آکر مسند تدریس پر فائز ہوئے، کثیر علما نے استفادہ کیا، آپ جیّد عالمِ اُندلسی، فقیہ مالکی، مسند قرطبہ، ذہین و فطین، جود و سخاوت کے مالک، کثیر الصدقات و احسانات، صاحب ثروت و وقار اور مرجعِ خاص و عام تھے، رمضان 298ھ کو وصال فرمایا۔[10]

11 شیخ ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب محبوبی مروزی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیَت مقامی علما سے حاصل کی، علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد 265ھ میں آپ تِرمذ (صوبہ سرخان دریا، ازبکستان) تشریف لے گئے وہاں حضرت امام ترمذی کی صحبت میں رہ کر جامع ترمذی کی سماعت کرکے اجازت حاصل کی، آپ عالم فاضل، محدّث، مسند اور شیخ البلد تھے۔ آپ کا وصال رمضان 346ھ میں ہوا۔[11]

12 شیخُ القرّاء حضرت علّامہ امام ابو داؤد سلیمان بن ابو قاسم نَجاح اُمَوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے والد اندلس کے حاکم مؤید باللہ ہشام ثانی بن حکم کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کی پیدائش 413ھ میں قرطبہ میں ہوئی، پھر آپ دانِیَہ اور بَلَنْسِیَہ منتقل ہوگئے، یہاں کے جیّد علما سے علم حاصل کرکے آپ اپنے وقت کے شیخ و امامُ القرّاء اور مفسّر قراٰن بن گئے، نیکی، دین، علم اور بُزرگی میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا، آپ کا وصال 16رمضان 496ھ میں ہوا۔[12]

---

(1)الاصابہ، 4/614(2)الاصابہ، 4/614-6/152(3)الاصابہ، 6/511 (4)اتحاف الاکابر، ص157، ویکیپیڈیا، مضمون: عبد اللہ الرضا بن موسی الجون (5)کتبہ مزار، نوائے وقت، 2، اپریل 2021ء(6)تذکرہ کاملان رامپور، ص86، 87(7)تذکرۃ الانساب، ص79(8)روزنامہ جموں و کشمیر، مظفر آباد، اتوار، 14 مئی 2023ء(9)سیر اعلام النبلاء، 8/458-10/415، 416(10)سیر اعلام النبلاء، 11/72-الوافی بالوفیات، 19/277(11)سیر اعلام النبلاء، 12/160-العبر فی خبر من غبر، 2/74- الوافی بالوفیات، 2/31(12)سیر اعلام النبلاء، 14/216-اعلام للزرکلی، 3/137-غایۃ النہایۃ، 1/287- معرفۃ القراء، 2/862، رقم:572

Go To Index

مسجدِ عریش (میدانِ بدر)

جنگِ بدر کا پس منظر (قسط:01)

مولانا بلال حسین عطّاری مدنی*

کفّارِ قریش نے جب مکّے کی سَرزمین کو مسلمانوں پر بہت ہی تنگ کر دیا تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور مسلمانوں نے مدینۂ منورہ ہجرت کی، جہاں انصار نے ان کا استقبال کیا اور مدینے میں اسلامی ریاست کی بنیاد پڑنے لگی لیکن کفّارِ مکّہ کو خدشہ تھا کہ اسلامی ریاست کا یہ بیج جلد ہی تن آور درخت میں تبدیل ہو جائے گا اور اسلام کی قوّت ہمارا اختتام ثابت ہوگی تو وہ اس پر چین سے نہ بیٹھے اور مدینۂ منورہ میں بھی مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لیے اقدامات شروع کر دیئے جن میں ❁ مدینے کے بااَثر لوگوں کو دھمکی آمیز خط بھیج کر مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کرنا[1] ❁ مسلمانوں کو حج و عمرہ کی ادائیگی سے روکنا اور اگر کوئی اپنا ذاتی اَثر و رسوخ (Influence) استعمال کرکے آبھی جائے تو بے جا اُلجھ کر اسے پریشان کرنا[2] ❁ مدینے کے قُرب و جوار میں قتل و غارت اور لوٹ مار پر مشتمل مسلح کاروائیاں کرنا[3] اور ❁ مدینۂ منورہ پر حملہ کرکے مسلمانوں کے قتلِ عام کے منصوبے بنانا شامل ہیں۔[4] لیکن اب ہجرت کا دوسرا سال تھا، اب سامنے وہ مسلمان نہیں تھے جنہیں کفّار کے مظالم پر صبر کرنے کا حکم ہو بلکہ اللہ پاک کی طرف سے مسلمانوں کو تلوار میان سے باہر کرنے کا پروانہ مل چکا تھا،[5] اب مسلمان اپنی ریاست کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے اور اپنی ریاست کی حفاظت و استحکام کے لیے کسی بھی قربانی اور کسی سے بھی ٹکرانے کے لیے تیّار تھے۔

مسلمان اور قریش کے درمیان جاری کشیدگی اب باقاعدہ حالتِ جنگ میں بدل چکی تھی اور یہیں سے مسلمان دفاعی جنگوں (Defensive Battles) کے مرحلے میں داخل ہو رہے تھے، یہیں سے کفّارِ قریش اور مسلمانوں کے آمنے سامنے کی ابتداء ہوئی جس کے بعد مختلف چھوٹے بڑے معرکے تاریخ کے صفحات پر درج ہوئے جنہیں غزوات و سَرایا[6] کے نام سے جانا جاتا ہے۔

کفّار کی طرف سے کیے جانے والے مذکورہ اقدامات کے بعد یہ ضَروری ہوگیا تھا کہ پیغمبرِ اسلام صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اپنی اور اپنے جاں نثار ساتھیوں کی حفاظت اور ریاستِ مدینہ کے استحکام کے لیے ٹھوس اقدامات کریں، چنانچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی مدینے کے اطراف میں فوجی دستے روانہ فرمانے لگے (بلکہ کچھ دستوں کی بذاتِ خود سربراہی بھی کی) اور اطراف کے قبائل سے امدادِ باہمی کے معاہدے بھی فرمانے لگے۔ یہ فوجی دستے (Military Units) مکّہ و مدینہ کے درمیان کفّار کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے، روٹین کی گشت کرتے، کفّارِ مکّہ کے مسلح دستوں کا سامنا کرتے اور سب سے اَہم یہ کہ کفّارِ مکّہ کے تجارتی قافلوں کا راستہ روکتے۔

دراصل اہلِ مکّہ کا تجارتی دارومدار شام پر تھا، ان کے تجارتی قافلے مدینے کے راستے شام آتے جاتے تھے، مسلمانوں نے تجارت کی اہمیّت کے پیشِ نظر ان کی تجارتی راہداری (Trade Corridor) کو بلاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تاکہ کفّارِ قریش گھٹنوں پر آسکیں جیسا کہ حضرت سعد بن معاذ نے کعبہ شریف میں ایک بار ابو جہل کو دھمکایا تھا کہ ”اگر تم ہمیں بیتُ اللہ کے طواف سے روکو گے تو ہم تمہاری شامی تجارت منقطع کر دیں گے۔“[7]

کفّارِ قریش کی کمر توڑنے کے لیے اس تجارتی راہداری کو بلاک کرنا کتنا ضَروری تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ غزوۂ بدر سے پہلے ہونے والی 8 جنگوں میں سے 6 جنگیں (1 سریہ حمزہ 2 سریہ عبیدہ بن حارث 3 سریہ سعد بن ابی وقاص 4 غزوۂ ابواء / ودّان 5 غزوۂ بواط 6 غزوہ عشیرہ) اسی مقصد کے لیے تھیں، بلکہ خود جنگِ بدر کا بھی ابتداءً یہی مقصد تھا۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

مسلمانوں کے ان پے در پے حملوں سے کفّار اپنی تجارت کو آخری سانسیں لیتا دیکھ رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ تجارت کا مطلب روٹی اور روٹی کا مطلب زندگی ہے مگر پھر بھی بجائے امن و امان پر مشتمل کوئی معاہدہ کرنے کے وہ پہلے سے زیادہ مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہوتے گئے۔

اسی (ہجرت کے دوسرے) سال قریش کا ایک تجارتی قافلہ جناب ابوسفیان (جو کہ ہجرت کے آٹھویں سال فتحِ مکہ کے موقع پر ایمان لے آئے تھے، ان) کی قیادت میں مکّے سے شام جارہا تھا، مسلمانوں نے شام جاتے ہوئے اس قافلے کی راہ روکنے کی کوشش کی لیکن یہ ہاتھ نہ آیا اور شام کی طرف نکل گیا، یہی قافلہ جب شام سے واپس مکّہ لوٹ رہا تھا تو مسلمان دوبارہ اس کے تعاقب میں مدینے سے بدر آئے لیکن اب کی بار اس تجارتی قافلے کے بجائے اچانک قریش کا عسکری / جنگی لشکر (Military Force) سامنے آگیا، اس فوجی لشکر سے ہونے والے ٹکراؤ کو ہی "جنگِ بدر" کہتے ہیں جس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ۔۔۔

پہلی بار جب پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (مکّہ سے شام جاتے ہوئے) اس تجارتی قافلے کو Capture کرنے کے لیے نکلے تو آپ کے ہمراہ تقریباً 200 یا 250 صحابہ تھے، یہ قافلہ ہاتھ سے نکل گیا اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم واپس مدینۂ منورہ تشریف لے آئے، اسی مہم کو "غزوۂ عُشیرہ" کہا جاتا ہے۔[8]

یہ کوئی عام تجارتی قافلہ نہیں بلکہ کفّارِ قریش کا قومی نوعیت کا تجارتی قافلہ (National Trade Caravan) تھا جس میں کفّارِ قریش کے ہر مرد و عورت نے اپنی پائی پائی لگادی تھی؛ اس کی مالیت 50 ہزار دینار تھی اور 1000 اونٹ اس کے علاوہ تھے، یہ قافلہ قریش کی معاشی اُمیدوں کا واحد سہارا تھا اور اس قافلے میں قریش کے بہت سے اَہَم افراد بھی شریک تھے۔[9]

اب اس نوعیت کی تجارتی مہم روز مرّہ کی روزی روٹی چلانے کے لیے تو ہو نہیں سکتی تو بہت ممکن ہے یہ کفّارِ قریش کی مسلمانوں کے خلاف عسکری تیاری ہو جس کے لیے قریش اپنی پوری جان لگا رہے تھے، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس قافلے کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی، ریاستِ مدینہ کے جاسوس دستے (Intelligence Wings) پہلے سے کہیں بڑھ کر فعّال تھے؛ مکّے سے روانگی سے لے کر شام سے واپسی تک اس قافلے کی مسلسل ریکی کی جارہی تھی، مدینے میں جب اس قافلے کی شام سے واپسی کی خبر ملی تو اس پر گھات لگانے کے لیے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عجلت میں 12 رمضان کو دوبارہ نکلے[10] اور نکلنے سے کئی دن پہلے حضرت طلحہ بن عبد اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو بطور جاسوس مدینے سے دُور دراز متعلقہ و ممکنہ سمت میں روانہ کر چکے تھے،[11] بدر کے قریبی مقامات پر بھی جاسوس (حضرت بَسْبَس وحضرت عدی رضی اللہ عنہما) پھیلے ہوئے تھے اور لوگوں کی باتیں سُن رہے تھے، انہوں نے دو خواتین کو کسی لین دین پر آپس میں جھگڑا کرتے سُنا، ان میں سے ایک خاتون کہہ رہی تھی: "ابھی ایک دو دن میں فلاں قافلہ یہاں آنے کو ہے، میں اس کے لیے مزدوری کر کے تمہاری اَدائیگی کردوں گی۔" قافلوں کے چھوٹے موٹے کام کر کے اپنا گزر بسر کرنے والے یہ غریب قبائلی لوگ خوب جانتے ہیں کہ کب کونسا قافلہ کہاں سے گزرے گا کہ یہی ان کا روزگار ہوتا ہے۔ یہ خواتین قریش کے قافلے کی بابت ہی بات کر رہی تھیں، صحابۂ کرام یہ قیمتی معلومات لے کر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہنچا چکے تھے۔[12]

دوسری طرف جناب ابوسفیان تھے جو کسی وجہ سے اتنے بڑے قافلے کی قیادت کر رہے تھے۔ قریشِ مکّہ کا تمام سرمایہ ان کی فراست کے بھروسے تھا، وہ بھی اس قافلے کو صحیح سلامت مکہ پہنچانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے، حجاز کی سرزمین میں داخل ہونے سے پہلے ہی انہوں نے معلومات اکٹھی کرنا شروع کردی تھیں اور انہیں اس بات کا خوف لاحق ہوگیا تھا کہ واپسی پر مسلمانوں کی طرف سے گھات لگ سکتی ہے اسی لیے انہوں نے ایک پروفیشنل خبر رساں ضَمضَم بن عَمرو غفاری کو روانہ کیا کہ وہ تیزی سے جا کر مسلمانوں کے حملے کے بارے میں کفّارِ مکّہ کو آگاہ کرے اور قریش اس قافلے کی مدد کے لیے فوجی امداد (Military Aid) بھیجیں جس میں ان سب کا مال ہے۔[13]

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

(1) دلائل النبوہ للبیہقی، 3 / 178 (2) بخاری، 3 / 3، حدیث: 3950 (3) سیرتِ ابن ہشام، ص 247 (4) سیرت مصطفیٰ، ص 201 (5) پ 17، الحج: 39 (6) جس جنگ میں حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خود شریک ہوئے ہوں اُسے "غزوہ" اور جنگ کے لیے کوئی لشکر / دستہ روانہ فرمایا ہو مگر خود شرکت نہ فرمائی ہو اُسے "سَرِیَّہ" کہتے ہیں۔ (7) بخاری، 3 / 3، حدیث: 3950 (8) زرقانی علی المواہب، 2 / 234 (9) سیرتِ حلبیہ، 2 / 175 (10) مواہبِ لدنیہ، 1 / 178 (11) امتاع الاسماع، 1/81 (12) سیرت ابن ہشام، ص 255 (13) سیرت ابن ہشام، ص 250۔

Go To Index

کُتُب کا تعارف

تربیت و اخلاق اور رسائلِ امیرِ اہلِ سنّت

(دوسری اور آخری قسط)

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

غصے کا علاج (صفحات:34) غصہ قابلِ مذمت کیفیت ہے، یہ انسان کو جھگڑوں، گناہوں، سرکشیوں حتی کہ کفر تک میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ رسالہ 5 آیاتِ مبارکہ، 19 احادیث طیبہ، 41 اقوال، 4 شرعی احکام اور 22 واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں غصہ کی تعریف، اس کا شرعی حکم، اس کی مذمت و نقصانات، غصہ پر قابو پانے کے فضائل، غصہ کے اسباب و علاج، نرمی و معافی کی فضیلت، غصہ کے متعلق 9 ہدایات، غصہ کے متعلق بزرگوں کی 15 حکایات، غصہ کے 16 طبی نقصانات، غصہ سے جنم لینے والی 16 برائیاں، غصہ کے 13 علاج اور غصہ کی عادت نکالنے کے 4 وظائف و اوراد بیان ہوئے ہیں۔

زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی (صفحات:33) بیٹیاں نعمت، رحمت، برکت اور حصولِ جنت کا ذریعہ ہیں، اسلام نے بیٹیوں کو عظمت بخشی اور اُن کی عزت و وقار کو بلند کیا۔ یہ رسالہ 3 آیاتِ قرآنیہ، 20 احادیثِ نبویہ، 7 شرعی و فقہی احکام، 40 وظائف و اوراد، 16 مدنی پھولوں اور 10 واقعات وحکایات پر مشتمل ہے۔ اس میں زمانۂ جاہلیت میں بیٹی کے ساتھ وحشیانہ سلوک، اسلام میں بیٹی کی عظمت واہمیت، بیٹی کے فضائل و برکات، بیٹیوں پر رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفقتیں، اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کی اسلامی تعلیمات اور الٹرا ساؤنڈ کروانے کے مسائل وغیرہ مذکور ہیں اور آخر میں تعویذات کے بارے میں 12 ہدایات کے علاوہ 40 روحانی علاج بھی تحریر ہیں بالخصوص بے اولادی، اولادِ نرینہ، ولادت میں آسانی، کچا حمل گرنے اور ماں کے دودھ کی کمی دور کرنے کے روحانی علاج شامل ہیں۔

کربلا کا خونیں منظر (صفحات:24) تبلیغ دین کرنے، نیکی کی دعوت دینے اور راہِ خدا میں مشقتوں اور آزمائشوں کا سامنا ضرور ہوتا ہے۔ کامیاب وہی ہے جو صبر و برداشت سے کام لے۔ یہ رسالہ دعوتِ اسلامی کی ایک مُبلغہ اسلامی بہن کو لکھے گئے تسلیوں بھرے مکتوب پر مشتمل ہے۔ 2 قرآنی آیات، 6 نبوی احادیث، 2 واقعات اور 14 شرعی احکام واقوال کی روشنی میں دین کا کام کرنے والوں اور والیوں کی تسلی، واقعاتِ کربلا کا پرسوز بیان، نمازوں اور نیک اعمال کی ترغیب، نیکی کی دعوت اور درس دینے کے فضائل واہمیت، عالِم کی تعریف، مبلغین و مبلغات کو ہدایات، نعت خوانوں اور مبلغین کے بیان سننے میں اسلامی بہنوں کے لیے شرعی احکام، حیض و نفاس کے مسائل اور آخر میں پردے کی اہم معلومات درج ہیں۔

نیک بننے کا نسخہ (صفحات:24) کسی انسان کے توبہ کر کے نیکیوں کی طرف آجانے کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اس رسالے میں بڑی بڑی شخصیات کی توبہ کے اسباب اور واقعات بیان ہوئے ہیں۔ نیک بننے کی ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے اور نیک بننے کا نسخہ یعنی نیک اعمال کی اہمیت وافادیت درج ہے اور صرف ایک نیک عمل پر عمل کے فوائد تحریر ہیں۔ اس میں 17 احادیثِ شریفہ، 5 فرامین، 12 شرعی احکام اور 7 حکایات ہیں اور آخر میں 16 مدنی پھولوں پر مشتمل ”تعزیت“ کی سنتیں اور آداب تحریر ہیں۔

*رکن مجلس اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

Go To Index

آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

شخصیات کے تأثرات (اقتباسات)

1 مولانا حافظ محمد فیصل صاحب (متخصص فی الفقہ، امام وخطیب جامع مسجد شیخ الاسلام، ساہیوال سرگودھا، پنجاب): اَلحمدُ لِلّٰہ! مجھے پہلے شمارے سے ہی ماہنامہ فیضانِ مدینہ ہر ماہ پڑھنے کی سعادت مل رہی ہے، یہ میگزین میرے علم میں اضافہ کے لیے بہت کارگر ثابت ہوا ہے، میری خواہش ہے جو بھی مضامین ماہنامہ میں سلسلہ وار شائع ہوئے ہیں ان تمام کو الگ سے کتابی شکل میں شائع کیا جائے، اللہ تعالیٰ مدنی علماء کرام کی انتھک کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

متفرق تأثرات وتجاویز (اقتباسات)

2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے تمام ہی مضامین دلچسپ اور معنیٰ خیز ہوتے ہیں، جن سے قارئین کو علم و حکمت کا خزانہ ملتا ہے، اس کے دو سلسلے "آخری نبی کا پیارا معجزہ" اور "روشن ستارے" نہ صرف رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت کو مزید گہرا کرتے ہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے عشق و عقیدت میں بھی اضافہ کرتے ہیں، اس میں بیان کردہ معجزات اور ان سے اَخذ کیے گئے نکات قاری کے اندر فکری بیداری اور دینی شعور پیدا کرتے ہیں۔(فرمان علی، کراچی) 3 دینی مطالعے کی عادت بنانے کے لیے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا مطالعہ نہایت مفید ہے کیونکہ اس کے مضامین دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف عنوانات پر مشتمل ہوتے ہیں جس سے اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔(اویس اسلم، سیالکوٹ) 4 نومبر کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت معلوماتی اور شاندار تھا۔(اظہر حسین، حیدرآباد) 5 ماہنامہ فیضانِ مدینہ دسمبر 2025ء کا مضمون "صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فراست اور معاملہ فہمی" پڑھا، اچھا لگا، مَاشَآءَ اللہ موضوع کا انتخاب اور اندازِ بیان قابلِ تعریف ہے۔(اویس، کراچی) 6 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت اچھا لگتا ہے، یہ معلومات کا خزانہ ہے۔(بنتِ اقبال، لاہور) 7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین کا خزانہ ہے، اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے، اسلامی بہنوں کا ماہنامہ اور بچّوں کا ماہنامہ بھی بہت زبردست ہوتا ہے، اس سے ہمیں بہت راہنمائی ملتی ہے۔(بنتِ احمد عطاریہ، نارووال) 8 مَاشَآءَ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ بے مثال تربیتی و اصلاحی میگزین ہے، ہر مضمون لاجواب، پُرکشش ٹائٹل، خوش نُما صفحات کمال است، یہ میگزین ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں مفید ہے۔(اُمِّ فاطمہ، گاؤں سہاری، تحصیل شکرگڑھ، ضلع نارووال پنجاب) 9 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی سب سے اچھی بات یہ لگتی ہے کہ سُوالات کے جوابات ڈھونڈنے ہی میں پورا رسالہ پڑھ لیا جاتا ہے۔

(اُمِّ مسعود الحسن، سیالکوٹ)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

Go To Index

نئے لکھاری
(New Writers)
نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

تواضع کا قراٰنی بیان

محمد عبد الغفور علوی
(درجہ سابعہ مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضان مدینہ، کراچی)

تواضع کا لغوی معنیٰ: عاجزی و انکساری کرنا ہے۔ منہاج العابدین میں ہے: تواضع کا اصطلاحی معنیٰ: اپنے کو حقیر اور کمتر سمجھنا۔

(منہاج العابدین، ص81)

تواضع ایسی صفت ہے کہ جس کے ذریعے انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی پاسکتا ہے۔ قراٰن و حدیث میں تواضع کرنے والے کی پذیرائی کی گئی ہے۔ اللہ پاک بھی تواضع کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور ان لوگوں کے لیے آخرت میں اچھے انعام کا وعدہ فرمایا، جبکہ اس کے مقابل تکبر کی مذمت بیان کی گئی۔ قراٰنِ پاک میں تواضع کا ذکر مختلف اعتبار سے ہے جو کہ درج ذیل ہے:

1 مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ: قراٰنِ پاک میں ایک مقام پر ایمان والوں اور والیوں کی کئی صفات بیان کی گئی ہیں، ان صفات میں تواضع کرنے والوں اور والیوں کا بھی ذکر فرمایا اور آخر میں ان سب صفات والوں کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت بھی سنائی چنانچہ اللہ پاک سورۂ احزاب کی آیت نمبر 35 میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں۔ (پ22، الاحزاب:35)

آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا(۳۵)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، الاحزاب:35)

2 خوشخبری کی نوید: ایک مقام پر اللہ پاک نے تواضع کرنے والوں کی صفات بیان کیں اور حضور علیہ السّلام کو حکم فرمایا کہ آپ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ(۳۴) الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۳۵)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا (قائم) رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں۔ (پ17، الحج:34،35)

اس آیت کی تفسیر میں ہے: یعنی عاجزی کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو اس کی ہیبت و جلال سے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا

Go To Index

خوف ان کے اَعضا سے ظاہر ہونے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جو مصیبت و مشقت پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو اس کے اوقات میں قائم رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔(صراط الجنان،6/443)

3 **عاجزی کا حکم:** انسان پیدا ہونے سے لے کر بڑے ہونے تک والدین کا محتاج ہوتا ہے۔ بچے پر والدین کے اتنے احسانات ہیں کہ وہ زندگی بھر بھی ان کا بدلہ ادا نہیں کرسکتا۔ اللہ پاک نے بچوں کو والدین سے عاجزی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے۔(پ15،بنیٓ اسراءیل:24)

4 **عاجزی کے ساتھ چلنے کا حکم:** اللہ پاک نے مسلمانوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ جب وہ زمین میں چلیں تو عاجزی و انکسار کے ساتھ چلیں نہ کہ تکبر کے انداز میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل۔(پ15،بنیٓ اسراءیل:37) بلکہ اللہ پاک نے آہستہ اور عاجزی کے ساتھ چلنے والوں کو اپنا بندہ فرمایا: ﴿وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔(پ19،الفرقان:63)

اللہ پاک ہمیں بھی عاجزی و انکسار جیسی عمدہ صفات سے نوازے اور تکبر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مقروض پر نرمی کی نبوی تعلیمات

عبدالرحمٰن عطاری
(درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ فیضان رضا چوہنگ لاہور)

مقروض سے حسنِ سلوک اور نرمی کا معاملہ کرنا اسلامی تعلیمات کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس عمل کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ اس کی فضیلت اور اجرِ عظیم کو بھی بیان فرمایا۔ یہ معاملہ دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات میں آسانی کی امید کا ذریعہ بنتا ہے۔

1 **قیامت کی سختیوں سے نجات کا ذریعہ:** نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ تعلیم دی کہ تنگدست مقروض کو مہلت دینا قیامت کی بڑی مشکلات سے نجات کا سبب بنے گا، چنانچہ حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَرَّهُ اَنْ یُّنْجِیَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ، فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ یَضَعْ عَنْهُ یعنی جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے، تو اسے چاہیے کہ وہ تنگدست (مقروض) کو (ادائیگی میں) مہلت دے یا اُس کا (کچھ یا پورا) قرض معاف کردے۔(مسلم،ص650،حدیث:4000)

2 **اللہ کی طرف سے مغفرت کا حکم:** رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک نیک بندے کا حال بیان فرمایا جس کی مغفرت صرف اس وجہ سے ہوئی کہ وہ مقروض سے نرمی کرتا تھا۔ اللہ پاک نے اس سے پوچھا تونے دنیا میں کیا عمل کیا؟ فَقَالَ: یَا رَبِّ، آتَیْتَنِی مَالَكَ فَكُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِی الْجَوَازُ، فَكُنْتُ اَتَیَسَّرُ عَلَى الْمُوسِرِ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ، فَقَالَ اللهُ: اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ، تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِی یعنی بندے نے عرض کیا: اے میرے رب! تُو نے مجھے مال دیا تھا، میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور میری عادت آسانی کرنے کی تھی، میں مالدار پر آسانی کرتا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں (درگزر کرنے میں) تجھ سے زیادہ حقدار ہوں۔ میرے بندے سے درگزر کرو۔(مسلم،ص650،حدیث:3996)

3 **تقاضے میں نرمی پر رحمت کی دعا:** آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صرف قرض معاف کرنے والے کو ہی نہیں، بلکہ اپنا حق مانگتے وقت نرمی برتنے والے کے لیے بھی رحمت کی دعا فرمائی: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ، وَاِذَا اشْتَرٰى، وَاِذَا اقْتَضٰى یعنی اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور (اپنا قرض یا حق) مانگتے وقت نرمی برتنے والا ہو۔(بخاری،2/12،حدیث:2076)

4 **پریشانیاں دور اور دعائیں مقبول:** اللہ پاک کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَرَادَ اَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ، وَاَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ، فَلْیُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ یعنی جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول ہوں اور پریشانیاں دور ہوں تو اسے چاہیے کہ تنگدست کو مہلت دیا کرے۔
(مجمع الزوائد،4/239،حدیث:6664)

نبوی تعلیمات کے مطابق مقروض سے نرمی برتنا محض اخلاقی رویہ نہیں، بلکہ اجر و ثواب اور رحمتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ مالی معاملات میں سختی کے بجائے آسانی پیدا

Go To Index

کرکے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرے۔

اللہ پاک ہمیں احادیث طیبات پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مطالعۂ تفسیر کی ضرورت و اہمیت

محمد عبد اللہ عطاری

(درجہ سابعہ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی)

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قراٰنِ مجید کو نازل فرمایا تاکہ آپ علیہ السّلام اس کے ذریعے لوگوں کو اللہ پاک کے احکامات بتائیں۔ یاد رہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص قراٰنِ کریم کو سمجھنے کے لیے عربی سیکھ لے اور قراٰن کو سمجھنے کا دعویٰ کرے بلکہ اس کے لیے قراٰن کی تفسیر کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے بلکہ جن کی زبان ہی عربی ہے انہیں بھی بغیر تفسیر پڑھے قراٰن کے درست معانی اور اس کی باریکیاں سمجھنا بہت ہی زیادہ مشکل ہے کیونکہ قراٰنِ پاک اپنے دامن میں کئی علوم کو لیے ہوئے ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: جو علم حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہو اسے چاہیے قراٰن میں خوب غور و خوض کرے کیونکہ قراٰنِ پاک میں اگلوں پچھلوں کا علم موجود ہے۔

(شعب الایمان، 2332، حدیث: 1960)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ تفسیر کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس زمانے میں قراٰن نازل ہوا اس وقت عربی کی فصاحت و بلاغت کے بڑے بڑے ماہرین موجود تھے وہ اس کے ظاہر اور اسکے احکام کو تو جانتے تھے لیکن اس کی باطنی باریکیاں ان پر بھی غور و فکر کرنے اور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سوالات کرنے کے بعد ہی ظاہر ہوتی تھیں جیسے جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی۔ (پ7، الانعام: 82) تو صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں عرض کی: ہم میں سے ایسا کون ہے جو اپنی جان پر ظلم نہیں کرتا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس سے یہ مراد نہیں بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔ (دیکھئے: الاتقان، 2/1192، 1193)

تو ہم تو اس چیز کے زیادہ محتاج ہیں جس کی انہیں ضرورت پڑی بلکہ ہم تو سب لوگوں سے زیادہ اس چیز کے محتاج ہیں کیونکہ ہمیں بغیر سیکھے لغت (Language) کے اسرار و رموز اور اسکے مراتب معلوم نہیں ہو سکتے۔

تفسیرِ قراٰن کے مطالعے کے سات فوائد

1. **ناسخ و منسوخ کی پہچان:** یعنی کس حکم پر اب بھی عمل ہے اور کس حکم پر عمل منسوخ ہو چکا ہے۔
2. **غلط فہمیوں سے بچاؤ:** صرف ترجمہ پڑھنے سے بندہ غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ تفسیر کے مطالعے سے ان غلط فہمیوں سے بچا جا سکتا ہے۔
3. **درست معنیٰ و مفہوم کی پہچان:** ایک لفظ جو قراٰنِ پاک میں کئی جگہ استعمال ہوا تفسیر کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ کس جگہ وہ لفظ کس معنی میں استعمال ہوا ہے۔
4. **کسی بھی عقیدے یا حکم کی تفصیل:** قراٰنِ کریم میں کئی احکام مثلاً نماز روزہ وغیرہ مجملاً بیان ہوئے جن کی تفصیل تفسیر سے معلوم ہو گی۔
5. **شانِ نزول کا علم:** کونسی آیت کس موقع پر نازل ہوئی اس کا ادراک بھی تفسیر کے مطالعے سے ہو گا۔
6. **اُمتوں کے احوال کی تفصیل:** قراٰنِ پاک میں کئی امتوں کا ذکر اجمالاً آیا ہے جن کی تفصیل تفسیر کے مطالعے سے پتا چلے گی۔
7. **انبیائے کرام کی سیرت:** قراٰنِ پاک میں کئی انبیا کا ذکر ہے ان انبیائے کرام کی سیرت تفسیر کے مطالعے سے معلوم ہو گی۔

ان فوائد سے بھی پتا چلتا ہے کہ تفسیرِ قراٰن کے مطالعے کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور مذکورہ فوائد اور ان کے علاوہ اور بہت سارے فوائد حاصل کرنے کے لیے قراٰنِ کریم کی تفسیر کا مطالعہ کرنا چاہیے جبکہ کئی لوگ صرف قراٰن کا ترجمہ پڑھ کر تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دورِ حاضر میں اُردو زبان میں آسان اور عام فہم تفسیر، تفسیر خزائن العرفان اور تفسیرِ صراط الجنان کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اللہ پاک ہمیں تفسیرِ قراٰن کا مطالعہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

Go To Index

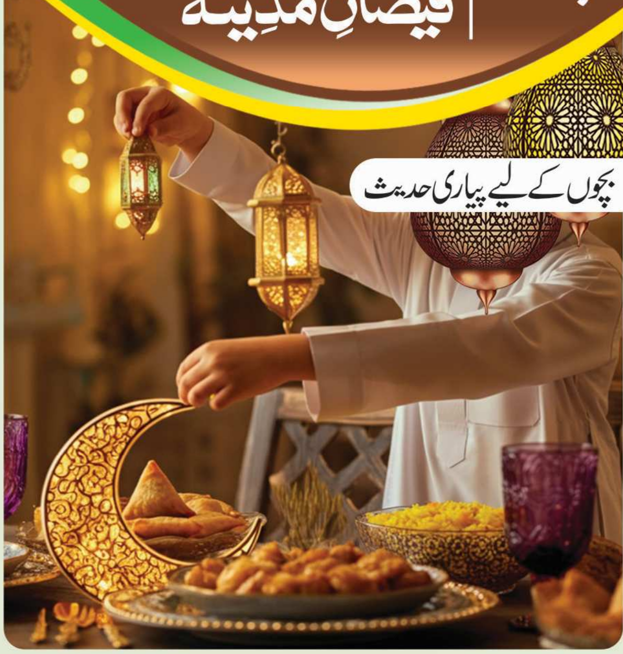

بچوں کے لیے پیاری حدیث

برکت والا مہینا

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ یعنی تمہارے پاس رَمضان کا مہینا آگیا ہے، جو برکت والا مہینا ہے۔ اللہ پاک نے اس مہینے کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔

(نسائی، ص355، حدیث:2103)

پیارے بچّو! اس حدیثِ پاک میں ماہِ رمضان کو برکت والا کہا گیا ہے، تو یہ مہینا برکت والا کیسے ہے؟ آیئے پڑھیے:

رمضانُ الکریم اللہ پاک کا بہت ہی پیارا اور مقدّس مہینا ہے۔ اس مہینے میں اللہ پاک اپنے بندوں پر خاص رحمت فرماتا ہے۔ مہینوں میں سب سے افضل ہے۔ اس ماہ میں نیکیوں کا اَجر بڑھ جاتا ہے۔ ہر دن رات میں کئی لوگوں کو جہنّم سے آزاد کیا جاتا ہے۔ روزہ داروں کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں، خاص طور پر افطاری کے وقت۔ جنّت کے دروازے کھل جاتے اور جہنّم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکے۔ اسی مبارک مہینے میں شبِ قدر بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ فضیلت ماہِ رَمضان کو دوسرے مہینوں سے منفرد بناتی ہے۔

حدیث کے دوسرے حصّے میں ماہِ رمضان کے روزوں کے متعلّق بیان ہوا کہ اللہ پاک نے مسلمانوں پر اس کے روزے فرض فرمائے ہیں، چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (پ2، البقرۃ:183)

اسلام کے پانچ بنیادی اَرکان میں سے ایک روزہ بھی ہے۔ روزہ رکھنے کے بہت سارے دینی اور دنیوی فوائد ہیں۔ روزہ رکھنے والے بچّوں سے والدین اور سب لوگ خوش ہوتے ہیں، ایسے بچّوں کو سبھی اچھا بچہ کہتے ہیں، سب سے بڑی بات یہ کہ ایسے بچّوں سے اللہ پاک راضی ہوتا ہے اور بروزِ قیامت انعام واکرام سے نوازے گا۔

اچّھے بچّو! آپ بھی روزے رکھنے کی عادت بنائیں تاکہ بڑے ہو کر روزے رکھنا مشکل نہ لگے کیونکہ بالغ بچّوں پر روزے رکھنا فرض ہے، یہ اللہ پاک کا حکم ہے جو اوپر آیت میں بیان ہوا۔ روزہ رکھنا بالکل آسان کام ہے۔ دن میں تھوڑی بہت بھوک پیاس برداشت کریں گے تو اس پر بہت ثواب ملے گا ایک دو دن روزہ رکھیں گے تو عادت بن جائے گی۔

آؤ بچّو! اس ماہِ رمضان کو الگ طریقے سے منائیں، اس میں روزے رکھیں، عبادت کریں اور خوب اللہ پاک کی رَحمتیں اور بَرَکتیں حاصل کریں۔

اللہ پاک ہمیں روزے رکھنے اور خوب عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ندی کا پانی خشک ہو گیا

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

نبیِ رَحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بابَرَکت زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، نصرت اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بلند مرتبے کا آئینہ دار ہے۔ آپ کے بچپن کے اَدوار میں بھی ایسے انوکھے واقعات ظاہر ہوئے جو نہ صرف آپ کے خُصوصی مقام و شرف کی گواہی دیتے ہیں بلکہ ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ تعلق، ان کی اتباع اور یقینِ کامل کی دولت بندے کی راہوں سے رُکاوٹیں ہٹادیتی ہے۔

جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عمر دس سال سے چند سال زیادہ ہوئی، تو آپ اپنے چچا زبیر کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے، دورانِ سفر قافلہ ایک ایسی وادی سے گُزرا جس میں ایک اُونٹ گزرنے والوں کے لیے راستہ کی رُکاوٹ بنا ہوا تھا، جب اس اُونٹ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا تو وہ بیٹھ گیا اور اپنے سینے (کے اگلے حصّے) کو زمین سے رگڑنے لگا۔

پس آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے اُونٹ سے اُترے اور اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ وادی پار کرلی تو اس اونٹ سے اُتر گئے۔ پھر جب قافلہ کی اس سفر سے واپسی ہوئی تو رستے میں ایک ایسی وادی سے گزرے جہاں ندی بہہ رہی تھی اور پانی کا بہاؤ تیز تھا، جس کی وجہ سے قافلے والے رُک گئے (کیونکہ بہتا پانی آگے بڑھنے میں رُکاوٹ تھا) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے پیچھے پیچھے آجاؤ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بے جھجک پانی میں اُتر گئے، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ پانی فوراً خشک ہو گیا اور سب نے آپ کے پیچھے پیچھے اس ندی کو پار کر لیا۔ جب قافلے والے مکّہ پہنچے تو اس بات کا تذکرہ کرنے لگے کہ یہ لڑکا بڑی شان و مرتبے والا ہے۔(سیرتِ حلبیہ، 1/170)

سُبْحٰنَ اللہ! ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت دیکھئے کہ راستہ کی رُکاوٹ بننے والا اونٹ آپ کو دیکھتے ہی بیٹھ گیا اور خود کو حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری کے لیے پیش بھی کردیا۔ اور پھر ندی سے گزرتے ہوئے پانی کا خشک ہوجانا تو عظیمُ الشّان معجزہ ہے۔ معجزے پر مشتمل اس واقعہ سے ہمیں چند باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

❁ جانور بھی رسولِ اکرم سے محبّت و اپنائیت رکھا کرتے

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

تھے۔

۞ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو بچپن ہی سے اپنی خاص عنایتوں اور نشانیوں سے نوازا تاکہ اہلِ بصیرت ان کی شان کو پہچان سکیں۔

۞ جانوروں کے ساتھ بھی شفقت بھرا برتاؤ کرنا چاہیے اور جانور کی محبّت کا جواب محبّت بھرے برتاؤ سے دینا چاہیے۔

۞ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو مشکلیں حل کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے وہ جہاں قدم رکھتے ہیں، وہاں مشکلات خود راستہ چھوڑ دیتی ہیں۔

۞ ہمیں اپنے ساتھیوں اور ہم سفروں کے کام آنا اور ان کی مشکلات دور کرنی چاہئیں۔

۞ کامیابی کے راستے پر دوسروں کو بھی اپنے ساتھ رکھ کر کامیابی سے ہمکنار کرنا چاہیے۔

۞ کامیاب لوگوں کو Fallow کرنا کامیابی کی ضمانت ہے۔

۞ قدرتِ الٰہی کے سامنے کوئی ظاہری رُکاوٹ باقی نہیں رہتی، وہ چاہے جانور کا جمود ہو یا پانی کا بہاؤ، جب اللہ چاہے سب مسخّر (یعنی تابع) ہو جاتے ہیں۔

۞ مشکل وقت میں اہلِ ایمان کو ظاہری تدبیر سے زیادہ یقین و توکّل کے ساتھ قدم بڑھانا چاہیے، کیونکہ یقین راستے کھول دیتا ہے۔

۞ زندگی کے ظاہری راستوں پر اللہ والوں کے پیچھے چلنا جب منزل تک پہنچا دیتا ہے تو عمل کے راستے میں ان کے پیچھے چلنا بھی یقیناً کامیابی کا ضامن ثابت ہوگا۔

۞ ہمیں کمال والے کا کمال تسلیم کرنا چاہیے اور کسی کی قابلِ تعریف بات کی تعریف کرنی چاہیے۔

حروف ملائیے!

پیارے بچو! مسجد اللہ کا گھر ہے، یہاں سکون، ادب اور خاموشی اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مسجد میں آکر بلاضرورت بات کرنے اور شور شرابہ کرنے سے بچیں تاکہ نمازیوں کو نماز، دعا اور دیگر عبادات میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ مسجد میں دوڑنا، زور سے ہنسنا یا کھیل کود کرنا مسجد کی بے ادبی ہے جو کہ سخت گناہ کا کام ہے۔ اگر ہم مسجد میں خاموشی اور ادب کا خیال رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ ”مسجد“ تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 ادب 2 خوش 3 سکون 4 دعا 5 نماز۔

س	ی	ل	م	ا	ل	خ	ن	و
ز	ا	م	ن	ر	س	و	ط	ش
ق	ل	ی	خ	س	ی	ش	ک	د
س	ع	ت	ک	ی	ن	ر	ا	ع
و	س	ب	د	ج	س	م	ہ	ا
ش	ک	و	ل	و	ق	ش	ا	ر
ل	و	س	ت	ا	ر	م	ن	ت
ا	ن	ش	ی	ک	ث	ح	س	ر
ث	ع	و	ب	د	ا	ت	ی	ت

صحت کا خزانہ

مولانا حیدر علی مَدَنی*

سردیاں رُخصت ہو چکی تھیں لیکن موسم ایسا تھا کہ جیسے ابھی گرمیاں باقاعدہ شروع نہیں ہوئیں، یعنی ٹھنڈا میٹھا موسم جس میں دوپہر کے وقت تو زائد کپڑے جسم پر بوجھ محسوس ہونے لگتے لیکن صبح اور شام کے وقت ان کے پہنے بنا گزارا بھی نہیں تھا۔ موسم کی ہلکی پھلکی تبدیلی کے ساتھ ساتھ شاید بریک میں بھاگ دوڑ کا اثر بھی تھا کہ بچّوں نے کلاس روم میں ہلکی رفتار میں پنکھا چلایا ہوا تھا اور اپنی اپنی کرسیوں پر تھکے تھکے سے بیٹھے تھے۔ سر بلال حسبِ عادت مسکراتے ہوئے کلاس میں داخل ہوئے اور سلام و دُعا کے بعد وائٹ بورڈ کی طرف بڑھتے ہوئے آج کے سبق کا عنوان لکھا: **روزے کی اہمیّت** (ہماری صحّت مند زندگی کے لیے)۔

دراصل رمضانُ المبارک کی آمد کی وجہ سے پرنسپل صاحب نے پیریڈ کا شیڈول عارضی طور پر تبدیل کیا تھا اسی لیے اب سر بلال کا لیکچر بریک کے فوراً بعد ہوتا تھا۔

بچّو! کل میں نَمازِ عصر اَدا کرنے کے بعد وہیں مسجد میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ رمضانِ کریم شروع ہوتے ہی اچانک ہم مسلمانوں میں کیسی بڑی تبدیلی آجاتی ہے۔

سارا سال مسجدوں میں دوسری صف بھی بھر نہیں پاتی، لیکن رمضان میں ہال سے لے کر مسجدوں کے صحن تک بھر جاتے ہیں۔

سارا سال بُزُرگ ہی سر ڈھانپے دکھائی دیتے ہیں لیکن اس ماہ میں نوجوان لڑکے بھی سروں پر ٹوپیاں اور بعض عمامے سجائے ہاتھوں میں تسبیح پکڑے نظر آتے ہیں۔

پہلے تو اِدھر امام صاحب نے سلام پھیرا اُدھر ہم باہری دروازے کی طرف لپکے لیکن اس ماہ میں نمازوں کے بعد وہیں بیٹھے تلاوت میں مصروف ہو جاتے ہیں، بے شک یہ سب اللہ پاک کی رَحمت کے ساتھ ساتھ رمضانُ المبارک کا فیضان ہے۔

سر آج کے سبق میں ہم کیا سیکھنے جارہے ہیں؟ سر بلال اپنی گفتگو مکمل کر چکے تو معاویہ نے جلدی سے پوچھا کیونکہ اسے عنوان بہت دلچسپ لگ رہا تھا۔

جی جی بیٹا لیکن پہلے چھوٹی سی ایکٹیویٹی کر لیتے ہیں تاکہ کچھ دہرائی بھی ہو جائے اور آپ لوگوں کی تھکاوٹ بھی دُور ہو جائے تو ذرا مجھے بتائیے کہ ہمیں روزہ کیوں رکھنا چاہیے؟

اُسید رضا: روزہ رکھنے سے اللہ پاک راضی ہوتا ہے،

ثوبان: روزہ گُناہوں سے بچاتا ہے،

صائم: روزے سے بھوکوں اور ضَرورت مندوں کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

انس رضا: روزہ گُناہوں کی مُعافی کا سبب ہے۔

سر بلال کی اجازت ملنے پر بچّوں نے باری باری روزے کی اہمیّت کے متعلّق ساری باتیں سنادیں جو انہوں نے وقتاً فوقتاً سر بلال سے ہی سیکھی تھیں جنہیں سن کر سر بلال بھی خوش تھے کہ بچّے نہ صرف توجّہ سے سنتے ہیں بلکہ یاد بھی رکھتے ہیں۔

اُسید رضا نے ہاتھ اٹھایا: لیکن سر، کیا روزہ رکھنے سے ہماری

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

Go To Index

صحّت پر بھی اثر پڑتا ہے ؟ معاویہ کی طرح اُسید رضا کا ذہن بھی آج کے عنوان کے گرد گھوم رہا تھا۔

سر بلال نے جواب دیا: جی بالکل اُسید بیٹا! آپ نے دیکھا ہو گا ہمارے گھروں میں جو گاڑی یا موٹر سائیکل ہوتی ہے کچھ مہینوں کے وقفے سے ہمارے پاپا یا بڑے بھائی اسے ورکشاپ پر لے جاتے ہیں جہاں اس کی ٹیوننگ ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے اسی طرح روزے میں بھوکا پیاسا رہنا ہمارے جسمانی نِظام کو بہتر کرتا ہے۔ سال کے گیارہ مہینوں میں جسم کے اندر موجود مختلف خلیوں (Cells) میں فاسد مادے پیدا ہو جاتے ہیں، روزے کی بَرَکت سے یہ فاسد مادے نکل جاتے ہیں اور خلیے اپنے آپ کو مَرمّت (Repair) کر لیتے ہیں۔

سر میرے پاپا بتا رہے تھے کہ روزہ دل کی بیماری کے ساتھ ساتھ شوگر کے مریض کے لیے بھی بہت مفید ہے، سر بلال کی گفتگو میں وقفہ آیا تو ثوبان رضا نے ہاتھ کھڑا کر دیا تھا اور اجازت ملنے پر کہا۔

سر بلال: بالکل بیٹا ایسا ہی ہے بلکہ اس کے علاوہ بلڈ پریشر اور جگر کی بیماری کو کنٹرول کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ اور آپ سب کو ایک اَہم بات بتاؤں بچّو! سائنس تو ان سب فوائد تک آج پہنچی ہے ناں لیکن ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا صُوْمُوْا تَصِحُّوْا یعنی روزہ رکھو صحّت مند ہو جاؤ گے۔ (معجم اوسط، 6 / 146، حدیث: 8312) تو بچّو روزے کے اتنے سارے فائدے جان کر آپ خوش تو ہوئے ہوں گے مگر یاد رکھئے! ہمیں ہر نیک اور اچّھا کام اللہ پاک کی خاطر کرنا چاہیے باقی رہے دنیاوی فائدے تو وہ اللہ چاہے گا تو مل ہی جائیں گے۔

دو جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں روزہ دار کو
جو نہیں رکھتا ہے روزہ وہ بڑا نادان ہے

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچو! نیچے لکھے جملوں کو مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے۔

1 روزے میں بھوکا پیاسا رہنا ہمارے جسمانی نظام کو بہتر کرتا ہے 2 اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو مشکلیں حل کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے 3 ہنسنا یا کھیل کود کرنا مسجد کی بے ادبی ہے 4 آپ بھی روزے رکھنے کی عادت بنائیں 5 بچے قصے کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں۔

◂ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◂ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

جواب دیجیے

(ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں، تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے)

سوال 1: مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی شہادت کس تاریخ کو ہوئی؟

سوال 2: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس خوش نصیب صحابی کو یاقُدَیم کہہ کر مخاطب فرمایا؟

◂ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◂ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

Go To Index

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3 / 285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنیٰ اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لیے	معنیٰ	نسبت
محمد	بُرہان	ایسی دلیل جس میں شک و شبہ نہ ہو	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	علی	بلند	مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ رضی اللہ عنہ کا بابرکت نام
محمد	اشرف	زیادہ شرافت والا	صحابی رضی اللہ عنہ کا مبارک نام

بچیوں کے 3 نام

نام	معنیٰ	نسبت
فاطمہ	دوزخ کی آگ سے چھڑانے والی	شہزادیِ رسول رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
نفیسہ	پاک صاف	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
ماجدہ	قابلِ تعظیم	ایک بُزُرگ خاتون رحمۃ اللہ علیہا کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 فروری 2026ء)

نام مع ولدیت:-------------------- عمر:---- مکمل پتا:--

موبائل/واٹس ایپ نمبر:------------------ (1) مضمون کا نام:------------------------ صفحہ نمبر:------

(2) مضمون کا نام:------------------ صفحہ نمبر:------ (3) مضمون کا نام:------------------------ صفحہ نمبر:------

(4) مضمون کا نام:------------------ صفحہ نمبر:------ (5) مضمون کا نام:------------------------ صفحہ نمبر:------

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اپریل 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 فروری 2026ء)

جواب 1:.............................. جواب 2:..............................

نام:.................. ولدیت:.................. موبائل / واٹس ایپ نمبر:..................

مکمل پتا:..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اپریل 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

Go To Index

بچّوں کو قراٰن سے جوڑیے

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

بچّوں کو قراٰن سے کیسے جوڑیں؟ یہ ایک ایسا سُوال ہے جو دینی سوچ رکھنے والے والدین کے ذہن میں آتا ہے۔ یاد رکھیے! بچّوں کو قراٰن سے جوڑنا کوئی ایک دن کا کام نہیں بلکہ مسلسل محنت، حکمتِ عملی اور عملی تربیت سے ممکن ہے۔ یوں تو سارا سال ہی یہ فکر ہونی چاہیے کہ ہمارے بچّے قراٰن سے کیسے جُڑیں! لیکن چونکہ رمضانُ المبارک روحانیت، عبادت اور قراٰنِ کریم سے تجدیدِ تعلّق کا مہینا ہے۔ اس بابَرَکت مہینے میں والدین پر یہ ذمّہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے بچّوں کو قراٰن کے قریب کریں۔ یہاں ہم چند باتوں کی طرف توجّہ دلانا چاہتے ہیں جن پر عمل کرکے والدین اپنے بچّوں کا تعلّق قراٰن سے مضبوط کرسکتے ہیں۔

قراٰن سے محبّت پیدا کریں

بچّوں کو قراٰن سے جوڑنے کے لیے سب سے پہلے ان کو یہ احساس دیں کہ قراٰن اللہ کی کتاب ہے، اس سے محبّت عین ایمان ہے۔ بچّوں کو بتائیں کہ اللہ جس سے محبّت کرتا ہے اسے قراٰن پڑھنے، پڑھانے، سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق دیتا ہے۔ بچّوں کو بتائیں کہ قراٰن سیکھنے اور سکھانے والے سب سے بہتر لوگ ہیں۔ (بخاری، 3/410، حدیث:5027) بچّوں کو بتائیں کہ قراٰن وہ عظیم کتاب ہے جو اپنے سیکھنے سکھانے اور عمل کرنے والے کی شفاعت کرے گی اور جنّت میں لے کر جائے گی۔ (تاریخ ابن عساکر، 3/41، معجم کبیر، 10/198، حدیث:10450) بچّوں کو بتائیں کہ کسی کو قراٰن کی ایک آیت سکھانا ثواب جاریہ کا سبب ہے۔ (جمع الجوامع، 7/209، حدیث:22456) جب اس انداز میں بچّوں کو قراٰن کی اہمیّت بتائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ ان کے دل میں قراٰن کی محبّت پیدا ہو گی اور قراٰن کے ساتھ تعلّق بھی مضبوط ہو گا۔

بچّوں کے لیے دُعا کریں

بچّوں کو قراٰن سے جوڑنے کے لیے ایک مؤثر ذریعہ دُعا ہے، کیونکہ ہدایت اور دلوں کا بدلنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے حُضور یہ دُعا کریں کہ وہ ہمارے بچّوں کے دلوں میں قراٰنِ کریم کی محبّت، اس کی سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تلاوت کا ماحول بنائیں

بچّوں کو قراٰن سے جوڑنے کے لیے گھر میں تلاوتِ قراٰن کرنے، سننے اور سنانے کا ماحول بنانا ضَروری ہے۔ اس کے لیے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

گھر میں روزانہ کچھ نہ کچھ وقت قراٰن کی تلاوت کی جائے۔ سونے سے پہلے 3 قُل یا سورۂ مُلک پڑھی اور سنی جائے۔ اللہ نے چاہا تو بچّے قراٰن سے جُڑے رہیں گے۔

چھوٹی سورتیں یاد کروانے کا اہتمام کریں

بچّوں کو قراٰن سے جوڑنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ان کو چھوٹی سورتیں یاد کروانے کا اہتمام کیا جائے۔ سب سے پہلے: 3 قُل، سورۃُ العصر، سورۃُ الکوثر، سورۂ قریش اور اس طرح کی دیگر سورتیں یاد کروائی جائیں۔

قراٰنی واقعات سنائیے

بچّے قصّے کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں لہٰذا بچّوں کو قراٰن سے جوڑنے کے لیے قراٰنی واقعات سنانا بھی مفید ثابت ہو گا۔ مکتبۃُ المدینہ کی کتاب ”عجائب القرآن مع غرائب القرآن“ اس سلسلے میں معاون ثابت ہو گی۔ نیز مدنی چینل کا سلسلہ ”ایک قصہ ہے قراٰن سے“ بھی بہت فائدہ مند ہے دیکھنے کے لیے اس کیو آر کوڈ کو اسکین کیجیے۔

خوش اِلحان قُرّاء کی تلاوت سنائیں

بچّوں کو قراٰن سے جوڑنے کے لیے خوش اِلحان اور تجوید کے قواعد وضوابط کے ساتھ قراٰن پڑھنے والے قرّاء حضرات کی تلاوت سنائیں۔ اِنْ شآءَ اللہ اس سے بچّے قراٰن پڑھنے کی طرف مائل ہوں گے اور خوش اِلحانی کے ساتھ تلاوت کرنے کی کوشش کریں گے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر چار مختلف قرّاء کی خوبصورت آواز میں ہر سورت کی الگ الگ آڈیو تلاوت اس لنک پر موجود ہے:

https://www.dawateislami.net/quran

قراٰنی مقابلہ کروائیں

بچّوں کو قراٰن سے محبّت دلانے اور ان میں دلچسپی پیدا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ قراٰنی مقابلے ہیں۔ مقابلے سے بچّوں میں بہتر اور صحیح تجوید کے ساتھ قراٰن پڑھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو گا۔ والدین کو چاہیے کہ مقابلوں کو سخت امتحان کے بجائے ایک خوشگوار سرگرمی بنائیں جس سے بچّے قراٰن سے جڑے رہیں۔

قراٰنی مقابلوں کی مثالیں:

- بچّوں میں مختلف سورتیں خوبصورت آواز اور صحیح تجوید کے ساتھ پڑھنے کا مقابلہ کروائیں۔
- بچّوں میں چھوٹی سورتیں، قراٰنی دُعائیں یا منتخب آیات یاد کرنے کا مقابلہ کروایا جائے۔ مثلاً: سورۃُ العصر، سورۃُ الفیل، سورۃ الکوثر، سورۃُ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور آیتُ الکرسی وغیرہ۔
- قراٰنی اخلاق مقابلہ کروایا جائے جس میں بچّوں کو قراٰن میں بتائے گئے اچّھے اخلاق جیسے: سچ بولنا، نَماز قائم کرنا، والدین سے حُسنِ سُلوک وغیرہ کی عملی مثالیں بتانے کو کہا جائے۔
- قراٰنی کہانی کا مقابلہ کروایا جائے جس میں بچّے قراٰن میں آنے والے واقعات کو اپنی زبان میں سنائیں، جیسے: حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ پر بھروسا، اَصحابِ کہف کا ایمان وغیرہ۔

مقابلے میں جو بچّہ اچّھی کارکردگی دکھائے اس کی تعریف اور حوصلہ افزائی کریں، ممکن ہو تو کوئی انعام بھی دیں اس سے بچّوں کا قراٰن سے تعلّق مزید مضبوط ہو گا۔

قراٰنی اجتماعات میں شرکت کروائیے

رمضانُ المبارَک میں درسِ قراٰن، درسِ تراویح، خلاصۂ تراویح اور ختمِ قراٰن جیسے عنوانات سے قراٰنی اجتماعات ہوتے ہیں ان اجتماعات میں اپنے ساتھ سمجھدار بچّوں کو شرکت کروانا بھی قراٰن کے ساتھ تعلّق مضبوط ہونے کا ذریعہ ہے۔ اس طرح کے اجتماعات سے نہ صرف ان کے دلوں میں قراٰن کی محبّت پیدا ہو گی بلکہ نیک ماحول میں بیٹھنے کی بَرَکت سے ان کی شخصیت میں اَدَب، عاجزی اور دین سے وابستگی مزید بڑھ جائے گی۔

Go To Index

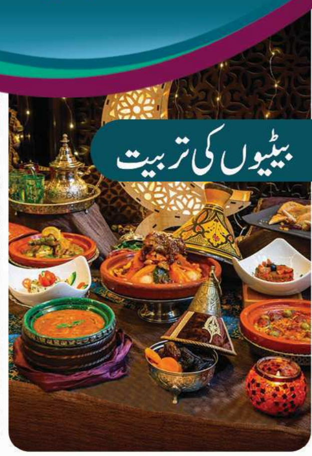

بیٹیوں کو سحر و افطار کا سلیقہ سکھائیں

اُمِّ میلاد عطاریہ*

خاندانی نِظام کی مضبوطی اور گھر کے ماحول کی خوبصورتی میں بیٹیوں کا کردار نہایت اہم ہے۔ خُصوصاً رمضانُ المبارک جیسے مقدّس مہینے میں جب گھروں میں عبادت، خیر خواہی، بَرَکت اور روحانیت کی فضائیں بکھرتی ہیں، تو سَحر و اِفطار کے معمولات مزید اہمیّت اختیار کرلیتے ہیں۔ ایسے میں والدین کی ذمّہ داری ہے کہ وہ بیٹیوں کو نہ صرف روزہ رکھنے کی اہمیّت بتائیں بلکہ سحر و افطار کی تیاری کا سلیقہ، ترتیب، اخلاق اور حکمتِ عملی بھی سکھائیں تاکہ آنے والی نسلوں میں بھی دین و تہذیب کا یہ خوبصورت ورثہ محفوظ رہے۔

سحر و افطار کی تربیَت کیوں ضَروری؟ سحر و افطار کا اہتمام صرف کھانے پینے کا معاملہ نہیں، بلکہ یہ نظم و ضبط، وقت کی پابندی، مہمان نوازی، شکر گُزاری اور ایثار جیسی خوبیاں پروان چڑھانے کا ذریعہ ہے۔ بیٹی جب سحر و افطار کی تیاری کرنا سیکھتی ہے تو وہ مستقبل میں اپنی زندگی میں یہ حسنِ عمل منتقل کرتی ہے۔ اس سے گھروں میں محبّت، تعاون اور دینی ماحول قائم رہتا ہے۔

سحر کا اہتمام، حکمت اور ترتیب سحر کا وقت بَرَکت والا وقت ہے۔ اس لیے بیٹیوں کو یہ شعور دیا جائے کہ وہ جلد بیدار ہونے کی عادی ہوں، والدہ بیٹی کو آرام سے اپنے ساتھ جگائیں، بیٹی نہ اٹھے یا سُستی دکھائے تو چیخنے چلانے کے بجائے حکمتِ عملی اپنائے، پہلے ہی دن تربیَت دینے میں سختی نہ دِکھائے، ایسے بیٹی بددل ہوسکتی ہے، اس کے لیے رمضانُ المبارک آنے سے پہلے ہی تھوڑی تھوڑی تربیَت شروع کردیں تاکہ بیٹی مینٹلی بھی تیار ہو اور شوق بھی پیدا ہو، سب سے پہلے تو سحری تیار کرنے سے اتنا پہلے اُٹھیں کہ تحمّل سے تہجد اَدا کر پائیں پھر بیٹی کی عمر کے مطابق کام تقسیم کرلیں مثلاً بیٹی اتنی چھوٹی ہے کہ پکانے میں ہاتھ نہیں بٹاسکتی تو اپنے پاس بٹھائیں، اچھی اچّھی باتیں بتائیں اور ضَرورت کی چھوٹی چھوٹی چیزیں منگوائیں، پانی کی بوتلیں / جگ بھر دیں، دستر خوان پر کھانا سجاتی جائیں، گھر کے دیگر افراد کو جگانے کا کہہ دیں۔ اور بیٹی کچھ بڑی ہو تو چائے بنانے کا کہہ دیں، آپ روٹی بنالیں وغیرہ، اور اس سب کے دوران کچھ لاپرواہی ہونے پر شور شرابا ڈانٹ وغیرہ سے بچیں بلکہ کام خراب ہونے پر درست طریقہ بتائیں، بیٹی جب ماں کو صبر و تحمّل کے ساتھ سحری بناتا دیکھے گی تو اس کے اندر بھی ایسے ہی صبر و تحمّل پیدا ہوگا، جبکہ اس کے برعکس اگر ماں خود عین ٹائم پر اُٹھے، وقت کی کمی کے سبب بیٹی کو اُٹھانے کے لیے کچن سے ہی شور کرتی جائے چیخنا چلانا ہو، اور جب بیٹی اُٹھے تو ماں کو غصّے میں کام کرتا دیکھے جلد بازی میں کام ہورہا ہے ایک چولہے پر چائے رکھی ہے تو ایک پر روٹی بن رہی ہے چائے کی طرف دھیان دیا تو روٹی جل رہی ہے، روٹی پر دھیان دیا تو چائے اُبل اُبل کر گر رہی ہے، ایک عجیب افراتفری والا معاملہ بنا ہوا ہو، دیگر گھر والوں کو اُٹھانے میں مزید گھر کا ماحول بدامنی کا شکار ہورہا ہو تو جب بیٹی سحری بنائے گی اس کا بھی انداز فطری طور پر ایسا ہی سامنے آئے گا جبکہ پہلے طریقے پر جب عمل کیا تو بہت بہتری اور بدلاؤ والا پُرسکون اور روحانی ماحول ہوگا، گھر کا ماحول ہرگز ہرگز خراب نہ ہونے دیں، گھر والوں کا خیال رکھیں اور سحر کے کھانے کی تیاری میں نَفاست دکھائیں۔ سحر کے وقت گھر کے افراد کے آگے مسکرا کر کھانا رکھیں۔ اس تربیَت سے بیٹی میں صبر، خدمت اور دل جوئی جیسی اعلیٰ صِفات پیدا ہوتی ہیں۔

اِفطار کا سلیقہ بیٹیوں کو سکھائیں کہ وقت سے پہلے تیاری کرنی ہے، بغیر شور مچائے سنّتوں بھری پیاری میٹھی گفتگو کرتے ہوئے کام کریں، بیٹی کو اس کی عمر کے حساب سے کام دیں، اگر چُھری

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا آتی ہے تو فروٹ کاٹنے کا کام ان کے ذمّے کر دیں، شربت بنانا، بوتلیں بھرنا، دستر خوان سجانا، اِفطار کے بعد سب سمیٹنا، برتن دھونا، سنبھالنا وغیرہ، پکانا آتا ہے تو پاس بیٹھ کر کھانا بنوائیں، عموماً افطار میں ایسے پکوان بن رہے ہوتے ہیں جو عام دنوں میں نہیں بنتے تو بیٹی کو طرح طرح کے پکوان بنانا سکھائیں، افطار کی تیاری میں پورا مہینا ملٹی ٹاسکنگ ہوتی ہے اس کو کیسے ہینڈل کرنا ہے سکھائیں، گھر میں کس کو کیا پسند ہے اور کیا پسند نہیں ہے اس کو بھی پیشِ نظر رکھیں، کس چیز کو پکانے کے لیے اس کا توازن کیا ہوگا اس بات پر بھی تربیَت ہو، نمک مرچ کو کیسے بیلنس رکھنا ہے یہ افطار کے وقت ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس کی وجہ سے کہیں نہ کہیں لڑائی جھگڑے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں، افطار جو کہ قبولیتِ دعا کا وقت ہوتا ہے مگر افسوس کئی گھروں میں اُس وقت میدانِ جنگ بنا ہوتا ہے اس سے بچنا چاہیے۔ بیٹی کو سکھائیں کہ افطار کا دستر خوان سجاتے وقت پانی اور کھجور کو سب سے پہلے سامنے رکھیں۔

روحانی پہلو کی تربیَت بیٹیوں کو یہ بھی سکھایا جائے کہ سحر و افطار صرف کھانے کا نام نہیں بلکہ قُربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ انہیں دُعا، صبر اور شکر کا درس دیں۔ افطار کی تیاری کے دوران نَماز کے وقت میں پہلے نَماز اَدا کرنی ہے، افطار کے لمحات میں مانگی جانے والی دُعا قبولیت کا درجہ رکھتی ہے، اس لیے ان لمحات کو ذِکر و دُعا سے مزیّن کرنا سکھائیں۔ اسی طرح انہیں قراٰنِ پاک کی تلاوت، نوافل اور نیکی کے دیگر کاموں میں حصّہ لینے کی ترغیب دیں تاکہ رمضان ان کے لیے روحانی تربیَت کا مہینا ثابت ہو۔ بیٹیوں کو سحر و افطار کا سلیقہ سکھانا دراصل ایک خوبصورت دینی اور اخلاقی ذمّہ داری ہے۔ یہ تربیَت صرف کھانے کی تیاری تک محدود نہیں بلکہ اس کے ذریعے حَیا، خدمت، شکر گُزاری، محبّت اور دین دوستی جیسے اوصاف ان کی شخصیت میں پروان چڑھتے ہیں۔ جو بیٹی آج اپنی ماں سے سحر و افطار کا سلیقہ سیکھتی ہے، وہ کل ایک گھر میں روشنی، سکون اور رحمت کا سبب بنتی ہے۔ یہی تربیَت نسلوں کو سنوارتی ہے اور اسلامی تہذیب کو زندہ رکھتی ہے۔ یاد رہے ان سب کاموں میں بیٹی کی جو تربیَت کرنی ہے اس میں بیٹی کا شوق اور جذبہ بڑھانا ہے اس پر کام مسلّط نہیں کرنا کہ اسے کام نہیں آتا مگر زبردستی کروانا ہے اس طرح بیٹی کام سے بیزار ہو گی اور بوجھ سمجھے گی دل سے شوق و لگن کے ساتھ کام نہیں کرے گی، بیٹی کا کام سکھاتے وقت تربیَت کے دوران پہلے اُس کام کا شوق پیدا کروانا ہے، شوق شوق میں بیٹیاں چھوٹی عمر سے پورا گھر سلیقے سے سنبھالنا بھی سیکھ جاتی ہیں، جبکہ بیزاریت اور بوجھ سمجھتے ہوئے بڑی عمر میں ہوتے ہوئے بھی وہ سلیقہ نہیں لاپاتیں اور کام سے جان چھڑانا چاہتی ہیں۔

سحر و افطار میں احتیاط سکھائیں بیٹیوں کو سکھائیں کہ سحر و اِفطار میں اِسراف، دکھاوا یا بے جا پکوانوں کی بھرمار سے بچنا چاہیے۔ بیٹیوں کو سکھائیں کہ سحر میں ہلکی اور مفید غذائیں زیادہ بہتر ہیں، جیسے دودھ، کھجور، پھل، انڈا، دلیہ یا ہلکی روٹی وغیرہ۔ بہت زیادہ تیز مصالحہ یا نمک والے کھانوں سے روزے کے دوران پانی کی کمی بڑھ سکتی ہے اور بلڈ پریشر والے افراد کے لیے خطرہ ہو سکتا ہے۔ صحّت، عمر اور روزہ دار کی جسمانی حالت کے مطابق سحری اور افطار میں ان اشیاء کے استعمال میں فرق ہو سکتا ہے۔

اِفطار میں احتیاط افطار کے وقت پکوڑے، سموسے، تلی ہوئی چیزیں اور کولڈ ڈرنک وغیرہ عموماً زیادہ کھائی جاتی ہیں، مگر ماہرینِ غذائیّت کی رائے ہے کہ رَمضان میں صحّت مند رہنے کے لیے ان کی مقدار اور قسم پر خاص توجّہ دی جائے۔ تلی ہوئی (fried) اور زیادہ چکنائی والی غذائیں، جیسے سموسے، پکوڑے وغیرہ، روزہ کے بعد ہاضمے پر بوجھ ڈال سکتی ہیں اور معدے کی تیزابیّت، بدہضمی و سستی یا وزن بڑھنے کا سبب بن سکتی ہیں، کولڈ ڈرنکس اور زیادہ شکر (sugar) یا مصنّع (processed) اجزاء پر مشتمل اشیاء، وزن میں اضافے، energy کے اچانک اُتار چڑھاؤ اور معدے کے مسائل پیدا کر سکتی ہیں۔ چند سادہ اور مفید چیزیں افطار کے لیے کافی ہیں۔

رمضانُ المبارک میں اپنے گھر مدنی چینل ضَرور عام کریں بِالخصوص سحر و افطار کے اوقات میں، بعدِ عصر اور بعدِ عشا ہونے والے مدنی مذاکرے بھی دیکھنا نہ بھولیں۔ اس میں عقائد اور شرعی مسائل کے ساتھ ساتھ گھریلو مسائل اور ان کا حل، اولاد کی تربیَت، میاں بیوی، والدین عزیز و اَقارِب کے لحاظ سے مختلف پہلوؤں پر بہت مفید راہنمائی اور مشورے ملتے ہیں جن پر عمل کرنے سے گھر کے ماحول میں بہت بدلاؤ دیکھا جاتا ہے۔

Go To Index

ازواجِ مطہرات اور رمضان المبارک

مولانا ابوابان عطّاری مَدَنی*

رمضان المبارک کا مہینا مسلمانوں کے لیے بہت اہم ہے جس میں وہ عبادت، پرہیزگاری اور نیکی میں معمول سے بڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً خواتین کا گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ فرائض و نوافل کی ادائیگی کا بھرپور اہتمام قابلِ تحسین ہے۔ اگر بیتِ نبوی کی بات کی جائے تو نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گھر میں رمضان کا استقبال، عبادات کا اہتمام اور اس کی ساعتوں کا بھرپور استعمال ایک خاص شان رکھتا تھا۔ ازواجِ مطہرات کا ذوقِ عبادت، علمی جستجو اور خیر کے کاموں میں سبقت بالخصوص خواتینِ امت کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

ازواجِ مطہرات کی علمی و فقہی تربیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا علم و فقہ کے بلند مقام پر تھیں، آپ نے رمضان کی عظیم رات لیلۃ القدر کے بارے میں براہِ راست نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے رہنمائی طلب کی جو رمضان کے لمحات کو انمول بنانے کی شدید خواہش کا ثبوت ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں کیا دعا کروں؟ فرمایا: یہ دعا: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔[1] اس حدیث میں دعا کی تعلیم بھی ہے اور گھرانہ نبوت میں علمی مذاکرات کا ثبوت بھی۔

اسی طرح روزے کے اوقات کی وضاحت میں بھی ازواجِ مطہرات کا اہم کردار ہے، جیسا کہ وقتِ سحر کی حد بندی سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کی بیان کردہ روایت کے مطابق سحری کا اختتامی وقت طلوعِ فجر تک ہے۔[2]

اس تربیتِ نبوی میں ہمارے لیے تعلیم ہے کہ اپنے ساتھ اہلِ خانہ کو بھی عبادات و دینی تعلیمات سے وابستہ رکھیں۔

خیر کے کاموں میں ترغیب اور عبادت کے لیے بیداری

اچھے سربراہِ خانہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو غفلت میں نہ پڑنے دے بلکہ نیکی پر آمادہ کرے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رمضان کے آخری عشرے میں اس کا خاص اہتمام فرماتے؛ خود مشغولِ عبادت رہتے اور اپنی ازواج کو بھی بیدار کرتے۔[3] یقیناً اس سے اہلِ خانہ کے لیے فکرمندی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ نے رمضان کے آخری عشرے میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شب بیداری و کمربستگی، اہلِ خانہ کو جگانے اور لیلۃ القدر کی تلاش کی ترغیب کو روایت کیا ہے۔[4] جس سے واضح ہے کہ ازدواجی، معاشرتی اور تبلیغی عظیم ذمہ داریوں کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ خانہ کی تعلیم و تربیت کو کبھی ثانوی حیثیت نہیں دی۔ اس طرزِ نبوی کو اگر ”گھر والوں کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچانے والے“

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

حکمِ قراٰنی کا عملی نمونہ قرار دیا جائے تو بے جا نہیں۔

اعتکاف اور ازواجِ مطہرات کا ذوقِ عبادت

اعتکاف بندے کو دنیا سے لاتعلق کرکے بارگاہِ الٰہی سے مستقل وابستہ کرنے والی اہم عبادت ہے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دیکھا دیکھی ازواجِ مطہرات بھی اعتکاف میں دلچسپی رکھتیں اور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اجازت طلب کرتیں، جیسا کہ ایک بار حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اعتکاف کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نے اپنے لیے بھی اور اُمُّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا کے کہنے پر ان کے لیے بھی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اعتکاف کی اجازت مانگی[5] ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں کی دیکھا دیکھی اُمُّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہُ عنہا نے بھی آخری عشرہ کے اعتکاف کے لیے اپنا خیمہ لگالیا تھا[6]

اس سے ان پاک ہستیوں کے پاکیزہ جذبۂ عبادت اور قربِ الٰہی کے معاملات میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی خواہش واضح ہے، اگرچہ کسی شرعی مصلحت کے تحت اس خاص موقع پر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خیمے ہٹوا دیے تھے اور اس سال اعتکاف نہیں کیا تھا، لیکن ازواج کے جذبے کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں شرعی حدود سکھائیں۔ اہم بات یہ ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی ازواجِ مطہرات نے اعتکاف کا معمول جاری رکھا جیسا حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے وصالِ ظاہری تک رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے، پھر ان کے بعد ان کی ازواج نے اعتکاف کیا۔[7]

اُمہاتُ المومنین کی رمضان المبارک کی ان مصروفیات کا جائزہ اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ ایک مثالی اسلامی گھرانہ وہ ہے جہاں رمضان المبارک کی سرگرمیاں روایتی سحری و افطاری تک محدود نہ ہوں بلکہ اللہ سے تعلق جوڑنے، علم حاصل کرنے اور ایک دوسرے کو نیکی کی ترغیب دینے کا بھرپور سلسلہ جاری رکھا جائے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کو لیلۃ القدر کی جو دعا سکھائی: "اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"، یہ امت کے لیے ایک تحفہ ہے۔ یہ دعا سکھاتی ہے کہ عبادت کا حاصل عاجزی اور اللہ کی مغفرت کا طلبگار ہونا ہے۔

آج کی خواتین کے لیے ازواجِ مطہرات کا طرزِ عبادت بہترین نمونۂ عمل ہے۔ جس طرح انہوں نے گھریلو ذمہ داریوں کے باوجود علمِ دین سیکھا، راتوں کو عبادت کے لیے قیام کیا، اور اعتکاف جیسی مشقت طلب عبادت کا شوق رکھا، اسی طرح آج بھی خواتین کو چاہیے کہ وہ رمضان کو اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے گھروں کو "بیتِ نبوی" کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کریں، جہاں قراٰن کی تلاوت ہو، شرعی مسائل کی تعلیم و تعلّم ہو اور راتوں کو اٹھ کر اللہ کے حضور گڑگڑانے کا اہتمام ہو۔ یہی وہ راستہ ہے جو دنیا میں سکون اور آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔

---

(1) ترمذی، 5/306، حدیث:3524 (2) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، 5/196، حدیث: 3465 (3) دیکھئے: ترمذی، 2/209، حدیث: 795 (4) دیکھئے: بخاری، 1/663، حدیث:2024 (5) دیکھئے: بخاری، 1/672، حدیث:2045 (6) دیکھئے: بخاری، 1/666، حدیث:2033 (7) دیکھئے: بخاری 1/664، حدیث:2026۔

جواب دیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دسمبر 2025ء کے سلسلہ "جواب دیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ اعجاز (کنری، عمرکوٹ، سندھ)، بنتِ عبد الغفار (رحیم یار خان)، بنتِ بلال عطّاریہ (جڑانوالہ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات
1 حضرت یوسف علیہ السّلام
2 حضور علیہ السّلام کی چچازاد بہن۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام

بنتِ محمد عارف (میرپور خاص) ❁ بنتِ اسد عطّاری (ٹیکسلا) ❁ سید طلحہ علی (کراچی) ❁ بنتِ شاہد علی (پاکپتن) ❁ بنتِ ساجد عطّاریہ (اسلام آباد) ❁ اکرم شاہ عطّاری (کراچی) ❁ بنتِ ناصر (ملتان) ❁ محمد سلیمان (کشمیر) ❁ بنتِ مرزا محمد اکرم (ڈیرہ غازی خان) ❁ بنت بلال عطّاریہ (کراچی) ❁ محمد سیف الحسن (گجرات) ❁ محمد حسن رضا عطّاری (گجرانوالہ)۔

Go To Index

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی فضیل رضا عطاری*

1 عورت کا باپردہ ہو کر قبرستان جانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت باپردہ ہو کر قبرستان جا سکتی ہے یا نہیں؟ آج کل بعض خواتین کی جانب سے یہ رائے پیش کی جاتی ہے کہ اگر کوئی عورت شرعی پردے کی مکمل پابندی کرے، تو ایسی صورت میں اس کا قبرستان جانا ممنوع نہیں ہے۔ اس پر ایک روایت کو بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے، جس میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر جایا کرتی تھیں۔ اس سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ عورت اگر شرعی تقاضوں کا خیال رکھے تو اس کے لیے قبرستان جانا ممنوع نہیں ہے۔ رہنمائی فرمادیں کہ اس روایت سے دلیل پکڑنا درست ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضہ مبارکہ کے علاوہ عام قبروں کی زیارت کے لیے جانا عورتوں کے لیے مطلقاً منع ہے، اگرچہ باپردہ ہو کر جائیں، علماء نے فرمایا کہ عورت سے جمعہ ساقط ہے، نمازِ جنازہ اور جماعت کی حاضری منع ہے، تو جب عورت کو ان تمام عبادات کے لیے نکلنے سے روک دیا گیا جو کہ شریعت میں بلند مقام رکھتی ہیں، تو اس کا قبرستان جانا بدرجہ اولیٰ ممنوع قرار پائے گا۔

باقی جہاں تک اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت کا تعلق ہے، تو اس میں یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے سفرِ حج کے دوران اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت فرمائی، تو یہ زیارت گھر سے بطورِ خاص قبرستان جا کر نہیں کی، بلکہ دورانِ سفر اتفاقاً ہوئی اور اس اتفاقی زیارت کی گنجائش تھی، بشرطیکہ منکراتِ شرعیہ سے پاک ہو، لیکن دورِ حاضر میں عورتوں کے لیے فتنہ، نوحہ، بے صبری اور دیگر منکرات سے پاک زیارت کا امکان نادر بلکہ معدوم ہے، لہٰذا فقہائے کرام نے اس دور میں اتفاقی زیارت سے بھی منع فرمادیا، تو اب عورتوں کے لیے زیارتِ قبور مطلقاً ہی منع ہے۔

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 بچوں کے گال یا پیشانی پر سیاہ نقطہ لگانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نظرِ بد سے بچنے کے لیے بچوں کے گال یا پیشانی پر سیاہ نقطہ لگانا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بچّوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے پیشانی، ٹھوڑی یا گال پر سیاہ نقطہ لگانا جائز ہے، کیونکہ یہ نظرِ بد سے بچنے کی تدبیر ہے جو خلافِ شرع نہیں اور ایسا ٹوٹکا جو شریعت کے خلاف نہ ہو اور تجربہ سے مفید ہونا اس کا ثابت ہو جائز ہوتا ہے جیسا کہ عرب لوگوں میں رائج تھا کہ جس کی نظر لگتی اس کے ہاتھ، پاؤں دھو کر نظر لگے ہوئے کو چھینٹا مارتے، اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے منع نہ فرمایا۔ بلکہ بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے سیاہ نقطہ ٹھوڑی میں لگانے کا ثبوت تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ لہٰذا اس میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤالدین عطّاری مَدَنی*

ملاوی میں 100 سے زائد افراد کا قبول اسلام

دعوتِ اسلامی کے شعبہ ویلکم ٹو اسلام کے تحت نگران ملاوی مشاورت مولانا عثمان عطّاری مدنی اور دیگر مبلغینِ دعوتِ اسلامی دینِ اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ملاوی میں مختلف شہروں اور علاقوں کا سفر کرتے رہتے ہیں۔ ماہِ نومبر 2025ء میں مولانا عثمان عطّاری مدنی کے ہاتھوں ملاوی کے علاقے Chiradzulu میں 121، Souls میں 61، مدنی مرکز فیضان مدینہ Newport میں ایک اور ملاوی کے ہی ایک مقام پر 17 افراد نے اسلام قبول کیا۔ ان افراد کو سابقہ مذاہب سے توبہ کروائی گئی اور کلمہ طیّبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا گیا۔ نئے مسلمان ہونے والے افراد کے لیے مختلف ٹریننگ سیشنز منعقد کیے جارہے ہیں جن میں انہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات دی جارہی ہیں۔

ڈیفنس کراچی میں بزنس کمیونٹی کے درمیان نگرانِ شوریٰ کا بیان

دعوتِ اسلامی کے شعبہ تاجران کے تحت خیابان بدر DHA فیز 06 کراچی میں سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں بزنس کمیونٹی سے وابستہ شخصیات نے شرکت کی جبکہ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطّاری اور متعلقہ شعبے کے اسلامی بھائی بھی موجود تھے۔ نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے "قراٰنِ پاک کے احکامات کے مطابق کاروبار کرنا" کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ نگرانِ شوریٰ نے کہا کہ اسلام نے حلال روزگار اور نفع بخش کاروبار کو برکت کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے، سچائی، ناپ تول میں دُرستی، وعدے کی پابندی اور دھوکے سے پاک تجارت مسلمان تاجر کو دنیا و آخرت میں کامیابی دیتی ہے، شریعت کے مطابق چلایا جانے والا کاروبار نہ صرف نفع دیتا ہے بلکہ اللہ پاک کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ نگرانِ شوریٰ نے مزید کہا کہ یادرکھیں کاروبار میں وعدہ خلافی نہ صرف اخلاقی خرابی ہے بلکہ معاشی نقصان اور بداعتمادی کا بڑا سبب بنتی ہے، اسلام نے سچائی، دیانت اور وعدہ نبھانے کو اچھی تجارت قرار دیا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلام کے اصولوں کے مطابق وعدہ خلافی، جھوٹ اور امانت میں خیانت سے بچتے ہوئے کاروبار کریں۔

سینٹرل جیل میرپور کشمیر میں قیدیوں کے درمیان تقسیم اسناد اجتماع

سینٹرل جیل میرپور کشمیر میں دعوتِ اسلامی کے شعبہ فیضانِ قراٰن کے تحت تقسیم اسناد اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں D.I.G جیل خانہ جات ارشاد حسین جرل، ڈپٹی کمشنر میرپور چوہدری یاسر نیاز، S.S.P میرپور خرم اقبال، صدر ڈسٹرکٹ بار کونسل میرپور چوہدری محمود پلکوئی، نائب صدر ڈسٹرکٹ بار کونسل میرپور چوہدری گلبہار منیر، ایڈووکیٹ سمیت دیگر عہدیداران، افسران اور اہلکاروں نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی و قارُ المدینہ عطّاری نے "قراٰن پاک کی اہمیت و فضیلت" کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور شُرکا کو دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ رہنے، علمِ دین سیکھنے، نیک اعمال کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی ترغیب دلائی۔ آخر میں قراٰنِ پاک ناظرہ مکمل کرنے والے قیدیوں میں اسناد اور تحائف تقسیم کیے گئے۔

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین میں وکلا کا اجتماع

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین پنجاب میں شعبہ رابطہ برائے وکلاء کے تحت سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر ثاقب شہزاد رانجھا، سیکٹری ڈسٹرکٹ بار سمیت دیگر عہدیداران، سینیئر وکلا اور مختلف شعبہ جات کے اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد اظہر عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان کیا اور شُرکا کو نیک اعمال کرنے، علمِ دین سیکھنے اور دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ رہنے کا ذہن دیا۔

نواب شاہ میں "جامع مسجد فیضانِ عثمان غنی" کا افتتاح

جعفر سوسائٹی نزد شوگر ملز نواب شاہ میں دعوتِ اسلامی کے شعبہ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوت اسلامی کے شب و روز، کراچی

Go To Index

خدامُ المساجد والمدارس المدینہ کے تحت "جامع مسجد فیضانِ عثمان غنی" کا افتتاح ہوا۔ مسجد کا افتتاح رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطّاری کے ہاتھوں ہوا۔ افتتاح کے بعد رکنِ شوریٰ نے مقامی عاشقانِ رسول کے درمیان سنتوں بھرا بیان کیا۔ بیان میں مسجد کی تعمیر اور آبادکاری کے حوالے سے شُرکا کی ذہن سازی کی گئی۔

پنڈی بھٹیاں اور حافظ آباد کے سیلاب متأثرین میں امدادی سامان تقسیم کیا گیا

دعوتِ اسلامی کے شعبہ FGRF کے تحت پاکستان کے سیلاب متأثرین میں امداد کا سلسلہ جاری ہے۔ نومبر 2025ء کے مختلف دنوں میں گاؤں باغ کہنہ تحصیل پنڈی بھٹیاں اور گاؤں اسد اللہ پورو نیکی تارڑ حافظ آباد میں امدادی سامان تقسیم کرنے کے لیے پروگرام منعقد کیے گئے جن میں سرکاری افسران وعہدیداران، سیاسی وسماجی شخصیات اور مقامی سطح کے ذمہ داران سمیت سیلاب متأثرین شریک ہوئے۔ اس دوران شرکا کو نیکی کی دعوت دی گئی اور انہیں آزمائش پر صبر کرنے، محنت ولگن سے حلال رزق کمانے اور دینی ماحول سے وابستہ ہونے کا ذہن دیا گیا۔ پروگرام کے بعد سیلاب متأثرین میں نگران FGRF یوکے ویورپ سید فضیل رضا عطّاری نے نئی فصل اُگانے کے لیے کھاد، راشن، پکاہوا کھانا اور نقد رقم کی تقسیم کاری کی۔

چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نواب شاہ میں ایک سیشن کا انعقاد

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نواب شاہ میں ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں صدر چیمبر آف کامرس ڈاکٹر محمد ایوب، کراچی اور نواب شاہ سے تعلق رکھنے والے تاجر حضرات شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ رکن شوریٰ حاجی محمد اطہر عطّاری اور دعوتِ اسلامی کے مقامی ذمہ داران بھی موجود تھے۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان کیا۔ بیان میں رکنِ شوریٰ نے کہا کہ اگر تاجر برادری چاہتی ہے کہ ان کے کاروبار میں برکت ہو تو ساداتِ کرام کی خدمت کریں کیونکہ یہ آلِ رسول ہیں جنھیں زکوٰۃ نہیں لگتی۔ ہماری یہی خواہش ہونی چاہیے کہ ہم اپنے مال سے غریب ساداتِ کرام کی خدمت کریں۔

کولمبو سری لنکا میں بزنس کمیونٹی کا میٹ اَپ

سری لنکا کے سٹی کولمبو کے علاقے دہی والا میں دعوتِ اسلامی کے تحت محفلِ نعت کا انعقاد کیا گیا جس میں بزنس کمیونٹی اور دیگر شعبہ جات کے افراد کی شرکت ہوئی۔ رکنِ شوریٰ عبد الوہاب عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کو اسلامی تعلیمات اور سنتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دلائی۔

شعبہ کفن دفن کی کارکردگی (اکتوبر 2024 تا ستمبر 2025)

شعبے کے قیام کا مقصد اس شعبے کے قیام کا مقصد وفات پانے والے مسلمانوں کے غسل اور کفن ودفن کی سہولیات (Funeral Services) فراہم کرنا اور لواحقین کی غمگساری کے تمام اُمور کو انجام دے کر ثواب کمانا ہے۔ **دنیا بھر کے 27 ممالک میں شعبہ کفن دفن کا نظام** اَلحمدُ للہ! دعوتِ اسلامی کے شعبہ کفن دفن کا نظام نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں وسیع پیمانے پر فعال ہے۔ یہ شعبہ دنیا کے 27 ممالک میں انتقال کرنے والے مسلمانوں کی تجہیز وتکفین اور لواحقین کی دینی رَاہنمائی کا فریضہ اسلامی تعلیمات کے مطابق سرانجام دے رہا ہے، جن میں پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، عمان، سری لنکا، ترکیہ، ہانگ کانگ، انڈونیشیا، ساؤتھ کوریا، آسٹریلیا، کینیڈا، یوکے، اسپین، اٹلی، بیلجیم، پرتگال، جرمنی، یونان (گریس)، یو ایس اے، ساؤتھ افریقہ، کینیا، موزمبیق، تنزانیہ، یوگنڈا، ملاوی، موریشس، اور لیسوتھو شامل ہیں۔ اس شعبہ میں 9858 اسلامی بھائی و اسلامی بہنیں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

غسل میّت کے لیے مختلف ممالک (یوکے، پرتگال، کینیا، یوگنڈا، کراچی پاکستان وغیرہ) میں غسل خانے تعمیر ہیں اور مزید سلسلہ جاری ہے۔

مسلم فیونرل ایپ مسلم فیونرل ایپ 8 زبانوں (اردو، انگلش، عربی، بنگلہ، ہندی، سندھی، گجراتی اور پشتو) میں دستیاب ہے جو کہ دعوتِ اسلامی کی مجلس آئی ٹی کی اہم کاوش ہے، اب تک تقریباً 1 لاکھ 60 ہزار افراد اس ایپلی کیشن سے استفادہ کرچکے ہیں۔

اکتوبر 2024 تا ستمبر 2025
غسل دیے گئے: 1 لاکھ 45 ہزار 371
ایصالِ ثواب کے اجتماعات: 92 ہزار 821

شعبہ کفن دفن کے تحت مختلف کورسز مختلف اِداروں، مساجد وغیرہ میں غسل میّت وکفن کورس ہوئے، جن میں غسل دینے، کفن کاٹنے اور پہنانے کا طریقہ وغیرہ سکھایا گیا۔ صرف ایک سال کے 44 ہزار 203 کورسز میں تقریباً 8 لاکھ افراد نے شرکت کی۔

اسی طرح سرکاری ونجی آفسز، اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز وغیرہ میں

کورس کا نام	تعداد کورسز	تعداد شرکاء
نمازِ جنازہ کورس	27139	4 لاکھ 74 ہزار 906
تدفین کورس	24662	3 لاکھ 73 ہزار 987
حاضری قبرستان کورس	28051	3 لاکھ 95 ہزار 35

Go To Index

تحریری مقابلہ کے لیے موصول 257 مضامین کے مؤلفین

کراچی: ابو احمد، خیر بخش عطاری، مستقیم عطّاری، احمد رضا، شہزاد رضا عطّاری، محمد اسد اللہ عطاری، احسان علی، احمد رضا بن محمد اسماعیل، احمد رضا عطاری، علی حسن بن محمد الیاس، علی رضا، احمد مرتضیٰ عطاری، ارشد علی عطاری، اسد، افضل احمد عطّاری، انعام اللہ، اویس رضا عطاری، بابر شہزاد عطاری، تنویر احمد، جمال مرتضیٰ، جواد علی، حافظ محمد عاطف انصاری، احمد رضا شریف، حسام رضا، حسن رضا، حفیظ الرحمٰن، ذیشان احمد، راحیل علی، زوہیر، زین العابدین عطاری، ساجد علی عطاری، سجاد علی، سفیان رضا، احمد رضا، نوید احمد، سید دلدار حسین، سید محمد جیلانی رضا بُخاری، سید منتھار شاہ، سید وقار الدین شاہ، شاہ زیب رضا، شرافت علی، شریف اللہ عطاری، محمد علی عطاری، شہاب غنی، شہباز، شہزاد رسول، شیر زمان، ظفر اللہ، عاطف مجتبیٰ، عبد السبحان عطّاری، عبد الوحید، عبد الاحد عطّاری، عبد الرافع، عبد القادر، عبد اللہ، عبد الواحد، عبید الرحمٰن، عُزیب عطّاری، علی احسان، علی حسن، علی رضا عطاری، غلام محمد، غلام مرتضیٰ، فراز احمد، فراز عزیز پنہور، فضل القیوم، فضل عباس قادری، فیض احمد، فیضان رضا، لیاقت علی عطاری، ماجد علی، مجتبیٰ بشیر خانانی، مجیب احمد عطاری، محسن علی، محمد ابرہیم، محمد احسن عطاری، محمد احمد رضا، محمد اسحاق، محمد اشفاق، محمد اعجاز عطاری، محمد انیس، محمد انیق خان عطاری، محمد ایاز عطاری، محمد برہان، محمد بلال طارق، محمد بلال رضا عطاری، محمد ثاقب رضا، محمد حسان رضا عطّاری، محمد حسن اعوان، محمد حسنین رضا، محمد حسنین سرور، محمد حمزہ رضا، محمد رجب رضا عطاری، محمد زین العابدین عطاری، محمد سانول عطاری، محمد سعد رضا عطاری، محمد سلمان، محمد سیف اللہ عطاری، محمد شہریار عطاری، محمد عاشق رضا، محمد عبد الغفور علوی، محمد عبد اللہ، محمد عدنان عطاری، محمد عظیم خان، محمد علی، محمد عمیر جاوید، محمد غفران رضا عطاری، محمد فہد، محمد لقمان، محمد ماجد عطاری، محمد مبشر، محمد مبین عطاری، محمد منعام عطاری، محمد منعم، محمد منیب، محمد ناصر، محمد ہارون، وقاص، محمد یعقوب عطاری، محمد یونس عطاری، محمد عبد اللہ عطاری، سید اسید، مدثر حسین، مدثر طارق، مدنی رضا، نور محمد شاہ، وزیر احمد عطاری، یاسر علی عطاری، یعفور رضا عطاری، گلزار احمد عطّاری۔ **لاہور:** احمد رضا عطاری، تیمور عطاری، عبد الرحمٰن عطّاری مدنی، عبد الرحمٰن (گلزار حبیب)، عامر فرید عطاری، رضوان مقبول قادری، احمد افتخار عطاری، احمد بلال عطاری، احمد رضا، ارسلان حسن عطاری، اویس علی عطاری، آصف شوکت علی، توصیف رضا عطاری، حاجی محمد فیضان، حافظ عبد الباسط، حافظ محمد ہارون، حنظلہ نورانی، خرم شہزاد، دانش عطاری، ذیشان علی عطاری، رضوان علی قادری رضوی، زین العابدین، شبیر احمد، عاکف علی، عامر فرید، عامر سہیل مدنی، عبد العزیز، عبد المعز قادری، عبد الحنان، عبد الرحمٰن عطاری، عبد الشکور عطّاری، عبد المنان، عثمان عطاری، عدیل رمضان عطاری، علی اکبر مہروی، علی رضا، فاحد علی عطاری، فیصل مختار عطاری، فیصل نوید، فیضان حیدر، فیضان علی نوری، مبشر عبد الرزاق عطاری، محمد ارسلان سلیم، محمد اسامہ عطّاری، محمد اسماعیل یوسف، محمد افضل، محمد انس، محمد آصف اللہ رکھا قادری رضوی، محمد بلال منظور، محمد بلال رضا، محمد جمشید عطاری، محمد جمیل عطاری، محمد جہانگیر فاروق، محمد حسیب، محمد خلیل، محمد زین، محمد شاہ زیب سلیم عطاری، محمد شعبان، محمد شہزاد عطاری، محمد مدثر عطاری، محمد شہیر رضا عطاری، محمد صدیق بلوچ، محمد عامر یعقوب، محمد عبد اللہ، محمد عبید رضا عطاری، محمد عدنان عطاری، محمد عدیل عاشق عطّاری، محمد عرفان عطاری، محمد عزیز عطاری، محمد عمیر عطاری، محمد مدثر رضوی عطاری، محمد منیب الرحمٰن عطاری، محمد مومن خان، محمد نعمان مصطفیٰ، محمد نواز، نعیم جمیل، وقار حسین عطاری، وقاص۔ **رائیونڈ:** عبد المجید عطّاری، علی اکبر۔ **فیصل آباد:** محمد اسماعیل، محمد حسان عطّاری، محمد فیضان علی عطاری۔ **متفرق شہر:** غلام الیاس عطّاری (عارف والا)، حافظ ابو بکر عطّاری (واہ کینٹ)، محمد شہریار ظفر (گوجر خان)۔

ان مؤلفین کے مضامین دعوت اسلامی کی ویب سائٹ https://news.dawateislami.net/ پر اپلوڈ کر دیئے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

تحریری مقابلہ عنوانات برائے مئی 2026ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے

مقابلہ نمبر: 72

01 وعدہ وفائی قراٰن کی روشنی میں

02 خوفِ خدا کی نبوی ترغیبات

03 مطالعۂ سیرت کی ضرورت و اہمیت

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے

مقابلہ نمبر: 47

01 حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اصحابِ بدر سے محبت

02 سب کے سامنے سمجھانے کے نقصانات

03 خواتین دین کا کام کیسے کریں؟

+923486422931

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 فروری 2026ء

Go To Index

رمضانُ المبارک کے اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سِن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
3 رمضانُ المبارک 11ھ	یومِ وصال خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438 تا 1440ھ اور کتاب "شانِ خاتونِ جنّت"
3 رمضانُ المبارک 1391ھ	یومِ وصال مشہور مفسّر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438ھ اور رسالہ "فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی"
10 رمضانُ المبارک 10 سِنِ نبوی	یومِ وصال اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438، 1440ھ اور رسالہ "فیضانِ خدیجۃُ الکبریٰ"
15 رمضانُ المبارک 3ھ	یومِ وِلادت نواسۂ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438، ربیعُ الاول 1441ھ اور رسالہ "امام حسن کی 30 حکایات"
16 رمضانُ المبارک 1164ھ	یومِ وِصال سرکارِ کلاں حضرت شاہ آلِ محمد رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438ھ
17 رمضانُ المبارک 2ھ	یومِ بدر و شہدائے بدر	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438، 1439ھ اور کتاب "سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 209"
17 رمضانُ المبارک 57 یا 58ھ	یومِ وصال اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438 تا 1440ھ اور کتاب "فیضانِ عائشہ صدیقہ"
19 رمضانُ المبارک 2ھ	یومِ وصال شہزادیِ رسول، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438ھ اور کتاب "سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 694"
20 رمضانُ المبارک 8ھ	فتحِ مکہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1440ھ، مئی 2021ء اور کتاب "سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 411"
21 رمضانُ المبارک 40ھ	یومِ شہادت مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438 تا 1444ھ اور رسالہ "کراماتِ شیرِ خدا"
22 رمضانُ المبارک 1326ھ	یومِ وصال برادرِ اعلیٰ حضرت، مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438 اور 1439ھ
26 رمضانُ المبارک 1369ھ	یومِ ولادت امیرِ اہلِ سنت حضرت علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	رسالہ "تعارف امیرِ اہلِ سنت"
27 رمضانُ المبارک	لیلۃُ القدر	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضانُ المبارک 1438 اور کتاب "فیضانِ رمضان (مرمم)، صفحہ 181"

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

دعوتِ اسلامی کی پانچ سالہ تعلیمی خدمات کا شماریاتی جائزہ
(2020-21ء تا 2025ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں دینِ متین کی خدمت میں مصروف ہے۔ ہر آتے دن اس کی دینی خدمات کے کاموں میں اضافہ ہو رہا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ملک و بیرونِ ملک اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا سلسلہ بڑھ رہا ہے، اس سلسلے میں چند اہم شعبہ جات کا گزشتہ پانچ سال کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

شعبہ	2020-21	2025	اضافہ	فیصد اضافہ
جامعاتُ المدینہ (بوائز و گرلز)	845	1524	679	80٪
درسِ نظامی اور فیضانِ شریعت کورس کے طلبہ و طالبات	60733	133697	72964	120٪
درسِ نظامی اور فیضانِ شریعت مکمل کرنے والے	10841	41683	30842	284٪
فیضان آن لائن اکیڈمی (بوائز و گرلز)	37	52	15	40٪
فیضان آن لائن اکیڈمی کے اسٹوڈنٹس	14104	26500	12396	87٪
فیضان آن لائن اکیڈمی سے کورسز مکمل کرنے والے	25380	60050	34670	136٪
مدارس المدینہ (بچوں اور بچیوں کے)	4041	7051	3010	74٪
مدارس المدینہ کے طلبہ و طالبات	179550	303004	123454	68٪
مدرسۃُ المدینہ (بالغان و بالغات)	26717	60752	34035	127٪
مدرسۃُ المدینہ (بالغان و بالغات) کے شرکاء	183004	345993	162989	89٪
بچیوں کے لیے گلی گلی مدرسۃ المدینہ	8861	14272	5411	61٪
گلی گلی مدرسۃ المدینہ کی طالبات	99805	147670	47865	47٪

الحمد للہ ❁ "دارُالمدینہ انٹرنیشنل اسلامک اسکول"، ❁ "دارُالافتاء اہلِ سنّت"، ❁ المدینۃُ العلمیہ (Islamic Research Center)، ❁ ٹرانسلیشن ڈیپارٹمنٹ (Translation Department)، ❁ مجلس خُدّامُ المَساجِد والمدارس و تعمیرات اور دیگر کئی شعبہ جات کی دینی خدمات ان کے علاوہ ہیں۔

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net
978-969-722-889-8
01130334
MAKTABA TUL MADINAH